VOL. 2

NO. 41

8th November 1949

SINGLE COPY

ANNAS THREE

Annual Subscription

RUPEES NINE

HALF YEARLY

Rupees FIVE

NAJMA

IN

HICHKOLEY

"سوئم سدھا" کی غیر معمولی مقبولیت نے
بنگال کو آزاد بھارت
کی معیاری فلم انڈسٹری کا نشانِ راہ ثابت کر دکھایا
اور
اب پھر بنگال نے عوام کی قدر دانی سے متاثر ہو کر
مالا
گیتا شری (سوئم سدھا فیم)
جمنا
بپن گپتا سوئم سدھا فیم
بمن بنرجی
ہدایت کار
پروڈیوسر
کلیان گپتا
بھارت آرٹ پروڈکشن کلکتہ
کے پھولوں سے فلمی گلستان کو مہکانے کا قابل تقلید شہ پارہ پیش کر دیا-!
اِز انیم ترن
دہلی دیوپی مالیت پنجاب
میسرز پنجاب سائن کارپوریشن چاندنی چوک دہلی
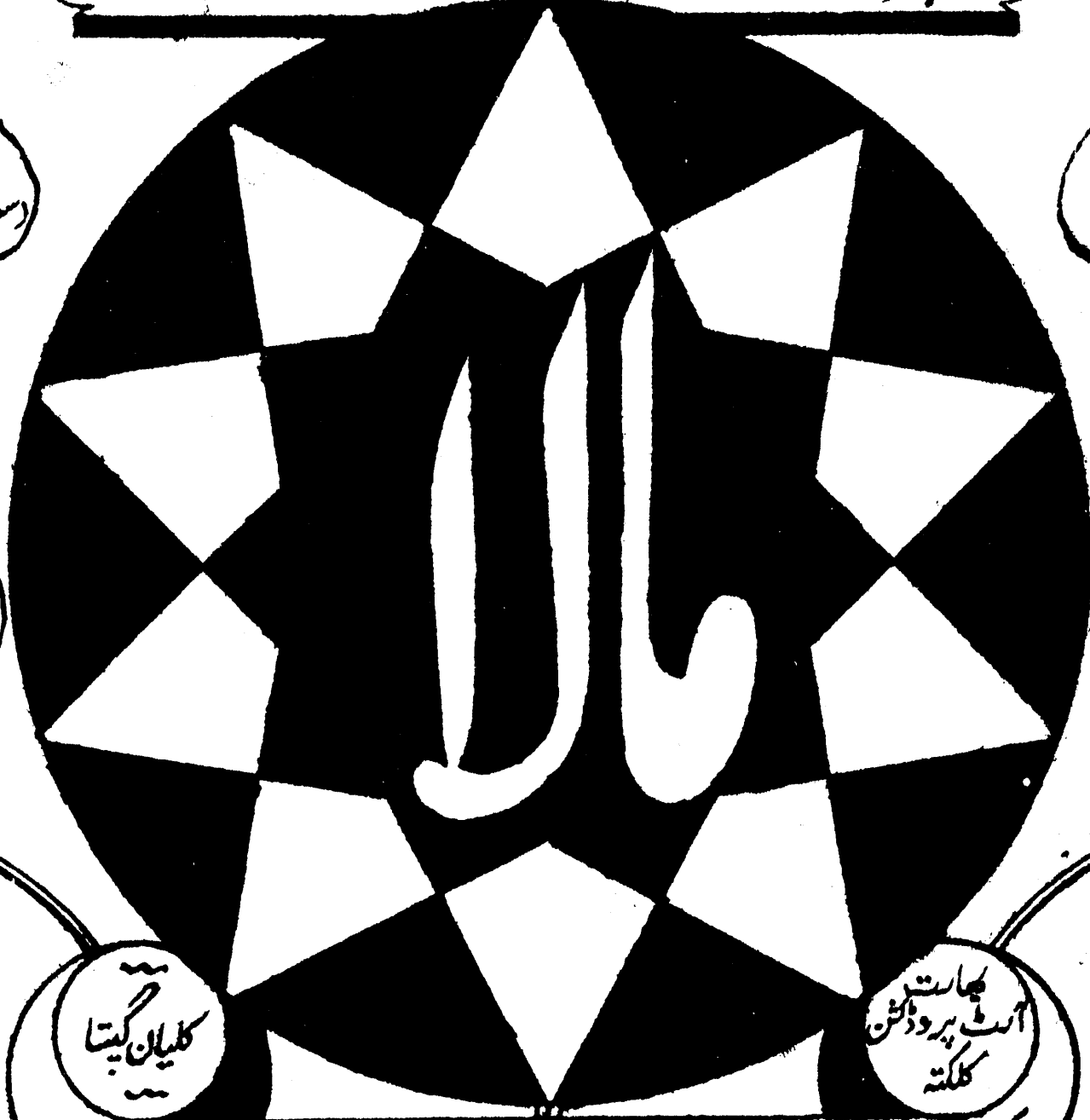
بیروزگاری

حکومت نے ملک کے لئے تعمیر کا جو نقشہ بنایا تھا وہ شاید صحیح اندازہ پر مبنی نہ تھا مگر جب سنگین حالات پیدا ہوئے اور اقتصادی ڈھانچہ کا جائزہ لیا گیا تو حکومت کو بھی احتیاط سے کام لینا پڑا اور بہت سے کام ملتوی کر دیئے چونکہ روزگار کا مسئلہ ......
حکومت کے تعمیری کاموں سے وابستہ ہے اور اس کا انحصار اس پر ہے کہ مزدور کی محنت ضائع نہ ہو اور اسے موقع اور محل سے کام میں لایا جائے اس لئے تعمیری کاموں کے بند ہونے اور کارخانوں کے تعطل سے ضروری ہے کہ بے روزگاری بڑھے ملک میں بے اطمینانی اور انتشار کی کیفیت پیدا ہو اور مزدور طبقہ اور اوسط درجہ کے عوام روٹی کے لئے چلائیں اگر یہ صورت حال پیدا ہوتی ہے تو ہم اس پر یہاں کے عوام کو مبارکباد نہیں دے سکتے۔ اس کے بعد تو ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ ایسے حالات پر قابو پانے کی کوشش کریں اور ملک کو بے روزگاری کی وبا سے بچائیں۔

حکومت کے ایک کمیونک میں بتایا گیا ہے کہ ۱۹۴۹ء میں روزگار کا معیار گر گیا ہے کیوں؟ اس [illegible] سرکاری دفتروں میں تخفیف عمل میں لائی گئی ہے، متعدد کارخانے بند ہو گئے ہیں صنعتی توسیع کی اسکیموں کو چلانے کا خیال بدل دیا گیا ہے اور حکومت انہیں ملتوی کر کے اقتصادی توازن کو بحال کرنا چاہتی ہے ظاہر ہے کہ ان اسکیموں کے تعطل کے بعد بے روزگاری بڑھے گی اور بے روزگاری سے عوام میں ہیجان پیدا ہوگا لیکن ہماری یہ خوبی نہیں کہ کاموں کو ملتوی کر کے مزدوروں کو بے سہارا بنا دیں اور انہیں روٹی اور کپڑے تک سے ترسا دیں مگر اس کا سارا الزام حکومت پر نہیں رکھنا چاہیئے کیونکہ جن حالات کو ملک کی رفتار پیدا کرتی ہے ان سے حکومت بھی مجبور ہوتی ہے الا یہ کہ حکومت اپنی پالیسی میں بنیادی تبدیلیاں کر کے ان اسباب ہی کا قلع قمع کر دے جو اقتصادی کمران کو جنم دیتے ہیں۔

کمیونک میں بتایا گیا ہے کہ روزگار کی تبادلہ گاہوں میں ایک ماہ کے اندر ۸۲ ہزار ۴۲۳ آدمیوں نے اپنے نام رجسٹرڈ کرائے مگر جن لوگوں کو کام پر لگایا گیا ان کی تعداد صرف ۱۸ ہزار دو سو ۷۵ ہے گویا اٹھارہ ہزار کو روزگار دلا کر بھی بے روزگاروں کی تعداد ۶۵ ہزار سے زیادہ رہی! اگر پورے ملک کی ۶۴ بے روزگاری کو بھی زیر بحث لایا جائے تو بیکار لوگوں کی تعداد زیادہ نظر آجائے گی۔

بے روزگاری کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حکومت نے روپیہ بچانے کے لئے سرکاری ملازموں کو تخفیف ضروری سمجھی اور تعمیری اسکیموں کو معرض التواء میں ڈالا، لیکن یہ روپیہ تو دوسرے طریقہ اختیار کر کے بھی بچایا جا سکتا تھا حکومت میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جنھیں ضرورت سے زیادہ تنخواہیں ملتی ہیں اور جن کا معیار زندگی حد سے زیادہ بڑھا ہوا ہے مہاتما گاندھی نے ان لوگوں کے لئے جنھیں اسوقت پانچ پانچ ہزار روپیہ ماہانہ ملتے ہیں صرف پانچ سو روپیہ کی سفارش کی تھی لیکن اگر اس سفارش کو بھی نہ مانا جائے تب بھی ان کی تنخواہوں میں ایک تہائی کی تخفیف آسانی سے ہو سکتی ہے اس تخفیف سے بڑے لوگوں کو تو نقصان نہ ہوگا لیکن لاکھوں انسانوں کو روٹی ملنے لگے گی اور حکومت کے تعمیری کام بھی انجام پاتے رہیں گے یہ بات تو کسی طرح مناسب نہیں کہ بڑے لوگوں کو ان کی ضرورت سے کئی گنا زیادہ ملتا رہے اور کفایت شعاری کے لئے ان لوگوں کو تختہ مشق بنایا جائے جو اپنی محنت فروخت کر کے بمشکل ہی اپنا پیٹ بھر سکتے ہیں اور جن کی تعداد بڑوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے۔

ہماری بنیادی غلطی یہ ہے کہ ہم بے روزگاری کے اسباب بیان کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں حالانکہ ایسے اسباب کی موجودگی ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ حکومت ان پر قابو پانے میں کامیاب نہیں ہو سکی اور انتظامی مشینری میں کوئی ایسی خرابی موجود ہے جو اسے مناسب رفتار پر چلنے نہیں دیتی اگر حکومت صرف اتنا ہی کرے کہ بڑے لوگوں کی بڑی تنخواہوں میں ایک تہائی کی تخفیف کر دے اور سرمایہ داروں کے حلق سے ٹیکس کی پوری مقدار نکالے تو لاکھوں بیروزگاروں کو معقول روزگار مل سکتا ہے اور حکومت کے تعمیری کام بھی آسانی سے انجام پا سکتے ہیں۔

جہاں تک کارخانوں کی دربندی کا تعلق ہے یہ بات ظاہر ہے کہ کارخانے دار ملک کی ضروریات کو پیش نظر نہیں رکھتے بلکہ زیادہ سے زیادہ نفع کمانا چاہتے ہیں۔ اور آجکل نفع کی شکل یہ ہے کہ کم سے کم پیدا کرو اور اسے زیادہ سے زیادہ قیمت پر فروخت کرو۔ زیادہ کارخانہ چلنے سے زیادہ مال پیدا ہوگا مگر نفع کم رہ جائیگا، کم کارخانہ چلیں گے تو مال کم پیدا ہوگا لیکن نفع زیادہ کمایا جاسکے گا، اگر کسی کو پانچ کارخانوں سے ایک لاکھ نفع ہوتا ہے تو وہ دس کارخانے چلا کر اسی ہزار کیوں کمائے مگر ان پانچ کارخانوں کے بند ہو جانے سے جو پانچ ہزار مزدور بے کار ہو رہے گے ان سے کارخانہ داروں کو کوئی غرض نہیں اگر یہ کارخانہ دار تمام کارخانوں کو چالو نہیں رکھ سکتے تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ انھیں اپنے انتظام میں لے کر چلائے اور مزدوروں کو بے روزگاری نہ پھیلنے دے۔ صرف یہ کہہ دینے سے تو کام نہیں چلتا کہ اتنے کارخانے بند ہونے سے اتنے مزدور [illegible] بیکار ہو گئے! یہ تو بے روزگاری کا سبب ہوا، حالانکہ ضرورت اس کے انسداد کی ہے تاکہ اقتصادی بحران سے ملک تباہ نہ ہو اور سرمایہ دار طبقہ اپنے ساتھ نظام حکومت کو بھی نہ لے ڈوبے!

اس میں شک نہیں کہ حکومت ہتھیلی پر سرسوں نہیں جما سکتی، تاہم قدرت کے کارخانے میں اس قسم کے عذرات کے لئے کوئی گنجائش نہیں بیروزگاروں کو روزگار چاہیئے، بھوکوں کا پیٹ صرف روٹی سے بھر سکے گا، اگر ان باتوں پر قابو حاصل نہیں کیا جا سکتا تو اس دکھتی رگ سے کمیونزم ضرور فائدہ اٹھائے گا اور غربت کے سہارے یہ بیل ضرور دوڑ کر رہے گی اہم یہ ہے کہ اس معاملہ میں سرمایہ دار زیادہ مجرم ہوں گے کہ انھوں نے صرف مزدوروں کی روٹی چھینی ہے بلکہ حکومت کا ناطقہ بھی بند کر رکھا ہے اگر انھوں نے دنیا کے حالات سے عبرت حاصل نہ کی تو دنیا مجبور ہوگی کہ ان کی حالت سے عبرت حاصل کرے۔ — الجمعیتہ

آخر ایسا کیوں!

اطلاع ملی ہے کہ سید احمد صاحب ایم ایل سی کے متعلق بعض مفسدہ پرداز لوگ طرح طرح کی افواہیں پھیلا رہے ہیں۔ عام طور پر یہ کہا جا رہا ہے کہ سید احمد صاحب شکر کی پچاس بوری کو جو انہیں محرم الحرام کے موقع پر عوام الناس میں بانٹنے کے لئے دی گئی تھیں جس میں سے انھوں نے کچھ بوریاں تو تقسیم کر دیں باقی کو ناجائز طور پر فروخت کر دیا ہے۔

ہمارے نامہ نگار نے اس سلسلہ میں سید احمد صاحب ایم ایل سی سے ملاقات کی اور اس معاملہ پر [illegible] کی وضاحت کی آپ نے ہمارے نامہ نگار کو بتایا کہ یہ محض افواہ ہے جو بعض کینہ پرور لوگ آپ کو بدنام کرنے کی خاطر اڑا رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں شکر تقسیم کرنے کا کام اپنے ذمہ ہرگز لینے کے لئے تیار نہ تھا مگر ڈسٹرکٹ سپلائی آفیسر کے بہت زیادہ اصرار پر میں مجبور ہو گیا۔ اور وہ بھی محض اس خیال سے کہ عوام کو سہولت ہو اور اس تہوار کے موقع پر پبلک کو آسانی کے ساتھ تہوار منانے میں شکر کی دقت نہ ہو۔ جبکہ اس جذبے کے ماتحت میں شکر لی تھی تو ظاہر ہے کہ اسکو روکنا یا ناجائز طریقہ پر بیچنا میرا ضمیر کس طرح گوارہ کر سکتا تھا۔ میں نے شکر کو عوام میں تقسیم کیا ہے اور اس کا تمام ریکارڈ میرے پاس محفوظ ہے اور اگر ضرورت ہوئی تو میں اسے منظر عام پر بھی لے آؤں گا۔ مفسدہ پرداز لوگ میری اس خاموشی سے ناجائز فائدہ تو ضرور اٹھا رہے ہیں۔ لیکن [illegible] کاغذ کی ناؤ چلتی نہیں۔ آخر میں عوام کو ظاہر ہو ہی جائے گا کہ سچ کی ہمیشہ فتح ہوتی ہے اور اب بھی وہ لوگ جنھیں میں نے شکر تقسیم کی ہے میری اس صداقت کی تائید کرنے کو موجود ہیں۔

اس مذکورہ بالا تمام بیان کے بعد ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ عوام کو بھڑکانا اور ایک ذمہ دار اور نیک شخصیت کے خلاف اس قسم کا مکروہ کن پروپاگنڈہ کرنا انتہائی سفلہ پن اور کمینہ حرکت ہے۔ وہ لوگ جو اس جھوٹ کے مرتکب، اس کذب کے خالق ہیں اپنی کمینہ حرکات سے آزاد ہندوستان کے نام نیک کو بٹہ لگانے کی فکر میں مشغول ہیں بھولے بھالے عوام کو گمراہ کرنے اور ایک ذی مقتدر اور عوام کے خادم کو محض اپنی کینہ پروری کی وجہ سے بدنام کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔

ہم اس سلسلہ میں کلکٹر صاحب ضلع میرٹھ سے اپیل کریں گے کہ وہ ایسے اشخاص کا پتہ چلائیں جو کسی شریف انسان کے کیریکٹر پر بدنما داغ لگانے کی کوشش کر کے آزاد ہندوستان کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا ثابت ہو رہے ہیں۔ ہم مکرر اپیل کریں گے کہ ان شرارت پسندوں کو ان کی سفلہ پروری اور تنگ ذہنی کی قرار واقعی سزا دیکر اپنی عدل پروری کی داد دیں۔

کشمیر کیلئے آئین ساز اسمبلی

سری نگر میں لٹریری کلب کی میٹنگ میں شیخ عبداللہ وزیر اعظم جموں کشمیر نے ایک تقریر کے دوران میں کہا کہ جموں اور کشمیر ریاست کا مستقل آئین بنانے کے لئے پانچ چھ ماہ کے اندر اسٹیٹ کی اپنی علیحدہ آئین ساز اسمبلی بن جائیگی شیخ عبداللہ نے کہا آئین ساز اسمبلی کرے گی کہ مہاراجہ کے مستقبل کا بھی فیصلہ کرے۔ (در بحث زر گلاب دہلی)

گناہ کے بعد

صداقت انجم حیا سکندرآبادی

جگو کارخانے کی مسلسل کھٹا کھٹ سے گھبرا کر باہر چلا گیا۔ اور ایک بجلی کے کھمبے سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ یوں تو سیٹھ جی اسے اکثر گالیاں سنایا کرتے تھے اور وہ بڑی بیچارگی اور خاموشی سے سنتا اور اپنے کام میں مشغول رہتا۔ لیکن آج سیٹھ جی کی گالیوں نے اسکے پریشان دل پر برچھیوں کا کام کیا وہ آبدیدہ ہو کر سوچنے لگا۔ کیا طاقت اس لئے ہے کہ کمزور کو ستایا جائے۔ دولت اسلئے ہے کہ بے مایہ کو دبایا جائے۔ حاکم اسلئے ہے کہ وہ محکوم کو چبا ڈالے۔ کیا یہ دنیا غریبوں کیلئے نہیں۔ اور اس نے دنیا کی نفرت سے آنکھیں پھیر لیں۔ . . . . نہ جانے اب شانتی کیسی ہو گی آج اسکی طبیعت زیادہ خراب تھی۔ صبح کو جب وہ اپنے گھر سے کام پر آ رہا تھا تو وہ کہہ رہی تھی۔ آج کارخانہ مت جاؤ، کیا میں اتنی بدنصیب ہوں کہ مرتے دم تمہاری . . . . !

نہیں نہیں شانتی! ایسی بات نہ کہو تم مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتیں۔ اور میں تمہیں کہیں نہیں جانے دونگا۔ اور میں ہی کیا ننھے راجو کی طرف دیکھو یہ معصوم ننھی سی جان بلک بلک کر فریاد کرے گی بھگوان اتنا سنگدل تو نہیں کہ تمہیں اس سے چھین لے۔ اور اسکے کانوں میں بچے کے رونے کی آواز آنے لگی، وہ بھوک سے رو رہا ہو گا۔ جب سے شانتی بیمار ہوئی ہے وہ بھی کتنا دبلا ہو گیا ہے اوپری دودھ اسے موافق نہیں آتا۔ روز بروز سوکھتا چلا جا رہا ہے . . . . . ڈاکٹر نے کہا تھا اگر بچے کی زندگی چاہتے ہو تو اسے "گلیکسو" کا استعمال کراؤ . . . . گلیکسو ہاں آج اسے گلیکسو کا ڈبہ بھی تو خریدنا ہے۔ نہ جانے کتنے داموں کا آتا ہو گا اور شانتی کی دوا بھی ایک روپیہ میں یہ دونوں چیزیں آ جائیں گی تو . . . .

اسکی پریشانی کی . . . بڑھتی جا رہی تھی۔ کارخانہ میں کام کرتے ہوئے آج اُسے پورے دس سال ہو گئے تھے۔ کئی مرتبہ اس نے سیٹھ جی سے کہا کہ ایک روپیہ میں گذارہ نہیں ہوتا پہلے وہ اکیلا تھا سو خوب کام چلا لیتا لیکن پھر دو ہوئے اور اب تین ہو گئے۔ ایک روپیہ اور آجکل کا زمانہ بھلا کیا ہو سکتا ہے ایک روپیہ میں۔ مگر سیٹھ جی نے کوئی پرواہ نہ کی۔ وہ تو اپنا غصہ جو دولت کی گرمی سے روز بروز بڑھ رہا تھا اور گالیوں کا خزانہ لٹانا ہی اپنا فرض سمجھتے تھے۔ کوئی مر جائے تو انہیں کیا۔ بس ان کے کارخانہ کا کام بدستور چلتا رہے۔ خدا بھی امیروں ہی کی سنتا ہے۔ اسکے دیکھتے دیکھتے ہی کارخانہ میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی تھی اور سیٹھ جی لکھ پتی بن چکے تھے۔

اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔ کارخانہ سے دھوئیں کے بادل نکل کر اونچی عمارتوں پر چھا رہے تھے اور اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اسکی زندگی پر بھی ایسے ہی سیاہ بادل چھا گئے ہوں اور اسکی امیری نظریں بادلوں میں گم ہو گئیں۔

چھٹی ہو جانے پر وہ بازار کی طرف چل دیا بھیڑ کافی تھی۔ جگہ جگہ لوگوں کا جمگھٹ لگا ہوا تھا۔ وہ ہر ایک دوکان پر پوچھتا ہوا کہ بھئی گلیکسو کا ڈبہ ہے - ؟ نہیں - ایک رکھا سا جواب پا کر وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ ایک دوکان پر چند عورتیں ریشمی ساڑھی میں ملبوس خرید و فروخت میں مصروف تھیں۔ دوکان میں ڈبوں کا انبار تھا۔ ہاں ضرور یہیں ہونگے گلیکسو کے ڈبے یہ سوچ کر وہ ایک طرف کو کھڑا ہو گیا۔ دوکاندار نے چھ ڈبوں کا ایک بنڈل بنا کر عورت کو دیتے ہوئے کہا۔ یہ لیجئے بہن جی۔ اور جب کبھی آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو اس دوکان کو یاد رکھیے ---- ہاں ہاں ضرور اور اس نے ایک سو کا نوٹ نکال کر اسکے حوالے کیا۔ جگو اس عورت کو نہیں بلکہ اسکی ساری کو برابر دیکھے جا رہا تھا ریشمیں دھانی رنگ کی ساڑھی۔ شانتی کو کتنی پسند ہے۔ اس نے کتنی بار اس سے فرمائش کی لیکن آجتک وہ ایک بھی اسکی فرمائش پوری نہ کر سکا۔ اور کرتا بھی کیسے یہ چیزیں تو امیروں کیلئے ہوتی ہیں۔

"آگ لگے اس لنگوٹے کو کیسے دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا ہے"۔ عورت نے بگڑ کر کہا۔ جی - میں تو نہیں . . . ارے چلو چلو شاردا یہ تو کوئی پاگل معلوم ہوتا ہے پاگل۔ اسنے دھیرے سے اس لفظ کو دہرایا اور ایک ٹھنڈا سانس لیکر دوکان دار سے کہا گلیکسو کا ڈبہ چاہیے کیا قیمت ہے اس کی؟

"دو روپیہ" وہ فوراً چلدیا جیسے اسنے کچھ سنا ہی نہیں۔ دواؤں کی دوکان پہنچا نسخہ دکھایا۔ معلوم ہوا کہ سوا روپیہ کی ہو گی دوائی ایک روپیہ ہے چار آنہ پھر دیکھا جائے گا "چل چل اُدھار دوا لیکر کیا خاک فائدہ ہو گا" اور وہ زندہ لاش کی طرح اپنے گھر کی طرف چلدیا . . . . . .

شانتی روتے ہوئے بچے کو جھولا ہلا ہلا کر بہلانا چاہ رہی تھی لیکن وہ تو بھوکا تھا چپ کیسے ہوتا۔ جگو نے باسی دودھ گرم کیا اور اسے پلانا شروع کیا۔ شانتی نے کہا آج مکاندار پھر آیا تھا کہتا تھا اگر کل تک مکان کا کرایہ نہیں دیا تو اسی وقت تمام سامان نکال کر پھینک دوں گا . . . . . جگو کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔ اسے اندھے کو یہ نہیں دکھتا کہ ہمارے پاس وظیفہ تک کے پیسے نہیں ہیں اسے کرایہ کی پڑی ہے لیکن اس میں اس کا کیا قصور ہے۔ آج چار مہینہ ہو گئے ہم نے اسے کرایہ نہیں دیا "شانتی نے جواب دیا۔ مگر نہیں دیا تو اس کا کیا بگڑ گیا کوٹھی کی کوٹھی اسکی دولت ہے۔ ہزاروں روپیہ کمانیوالا ایک بیس روپیہ کیلئے اتنا بچیں ہے۔ غریبوں کا دل دکھا کر جمع کی ہوئی دولت کبھی سرخرو نہیں ہوتی۔ اور تھوڑی دیر سوچ کر وہ پاگلوں کی طرح قہقہہ لگانے لگا۔ یہ تمہیں کیا ہو گیا اس طرح کیوں ہنس رہے ہو جگو۔ "بتا دوں کیوں ہنس رہا ہوں۔ آہا ہا آج رات کو . . . . " آج رات کو کیا ہو گا آج رات کو . . . ؟ شانتی نے حیرت سے سوال کیا اور جگو نے پھر ایک قہقہہ لگا کر کہا وہ ہو گا جو کبھی نہ ہونا چاہئے تھا شانتی کچھ نہ سمجھ سکی . . . . . .

سورج غروب ہو چکا تھا۔ رفتہ رفتہ چاروں طرف سیاہی چھا گئی۔ جگو نے شانتی کی طرف اسے سوتا پا کر ایک گہری نظر ڈالی اور گھر سے چلدیا۔ اس کا دل لرز رہا تھا آج وہ کتنا بڑا گناہ کر رہا ہے۔ اے بھگوان مجھے معاف کرنا۔ وہ آسمان کی طرف ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور منتظر تھا جیسے بھگوان اسے اجازت ہی تو دیدینگے۔ آسمان پر چاند چمک رہا تھا کچھ بادل کے ٹکڑے اسے بار بار آ کر اپنے دامن میں چھپا لیتے تھے۔ ہاں ٹھیک ہے یہ چاند اندھیرا بھی اسی لئے کرتا ہے تاکہ کوئی مجھے دیکھ نہ سکے اور وہ پھر چلدیا۔ سامنے ایک اونچا سا مکان نظر آ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر وہ مسکرایا اور کہا رکھو کل میں تمہارے مکان کا کرایہ ضرور ادا کر دونگا۔ ہاں ہاں ضرور!

اور وہ دبے پاؤں کسی طرف سے اس مکان میں داخل ہو گیا۔

برآمدہ میں رکھے ہوئے لوٹے سے اسکی ٹھوکر لگی اور دہ جاگ ہو گئی۔ اس نے بھاگ جانا چاہا لیکن بدقسمتی نے وہاں بھی ساتھ نہ چھوڑا وہ پکڑا گیا۔ رات کو حوالات میں رہنا پڑا۔ صبح کو جج کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے اپنے جرم کا اقبال کیا اور چار سال کیلئے جیل بھیج دیا گیا۔

وہاں وہ بہت زیادہ مغموم رہتا تھا۔ شانتی بیمار تھی اب نہ جانے کیسی ہو گی۔ اسے جب میری گرفتاری کی خبر پہنچی ہو گی تو اسکے دل پر کیا گذر رہی ہو گی۔ کھانے کا انتظام کیا ہو گا۔

ایک دن اسے ایک سپاہی سے معلوم ہوا کہ شانتی مر چکی ہے اور اس کا بچہ یتیم خانہ میں بھیج دیا گیا ہے۔ یہ سنکر آج پھر اُس نے قہقہہ لگانے شروع کر دیئے۔ شانتی تم مر گئیں بہت اچھا کیا تم نے۔ اس دنیا سے ناراض ہو کر چلی گئیں یہ دنیا ہے بھی ایسی ہی . . . .

تمام جیل میں وہ پاگل کے نام سے پکارا جانے لگا۔ کیا سچ وہ پاگل ہے ---- ؟ یہ کون جانے۔ دنیا تو خواہ مخواہ ہنسنے یا رونے والے کو پاگل ہی کہتی ہے۔ اس کے ہنسنے پا

نئی صبح

قاسم فتح پوری

زندگی ساز نو اٹھاتی ہے
اک نئی صبح مسکراتی ہے

اس تغافل کا کیا گلہ کیجئے
ہر ادا حسن کی التفاتی ہے

آپ کا غم ہے کس قدر مقبول
مجھ کو دنیا گلے لگاتی ہے

ہائے بیدردیٔ نظام چمن
طبع نازک ہی چوٹ کھاتی ہے

بیوفا ہے عروس آزادی
جانثاروں سے منہ چھپاتی ہے

پھر کوئی انقلاب آئے گا
مفلسی خون میں نہاتی ہے

اک نیا آفتاب چمکے گا
چاند تاروں کو نیند آتی ہے

فکر میری مری نوائے غزل
نغمہ ہائے کائنات ہے

آنسو بہانے پر کوئی غور نہیں کرتا۔

چار سال کے بعد جب وہ رہا ہوا تو کتنا خوش تھا آج وہ اپنے بچہ کو دیکھیگا شانتی کی نشانی کو کلیجے سے لگائیگا۔ اب وہ کتنا بڑا ہوگیا ہوگا خوب باتیں کرتا ہوگا۔ اور ذہین بھی بہت ہوگا کیونکہ شانتی کیا کچھ کم ہوشیار تھی۔ اسی طرح وہ بھی...... میں اسے خوب پڑھاؤنگا۔ ایک روز آئیگا جب وہ ایک بڑا آدمی کہلائیگا۔ لیکن...... لیکن جب اسے معلوم ہوگا کہ وہ ایک چور کا بیٹا ہے...... ایک پاگل کا بیٹا ہے تو وہ اس سے نفرت کرنے لگے گا۔

اسکول میں بچے اسے چھیڑینگے۔ ذرا ذرا سی بات پر اسے طعنہ دیا کرینگے۔ اسکول میں کوئی چیز کھو جایا کریگی تو سب سے پہلے اس سے ہی پوچھا جائیگا! اور اس کا دل کمہلا کر رہ جائیگا۔ وہ بڑا آدمی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اپنی سوسائٹی میں وہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھتا رہیگا۔ ... میری وجہ سے۔

نہیں نہیں میں ایسا نہیں ہونے دونگا۔ ... میرے کوئی بیٹا نہیں۔ ۔ کوئی نہیں ۔۔۔ وہ دوسری طرف کو چل دیا۔

آسمان پر دھواں ہی دھواں نظر آ رہا تھا۔ لوگوں کا شور و غل۔ شاید کسی کے مکان میں آگ لگ گئی ہے۔ وہ اس طرف کو چل دیا۔

سیٹھ جی کا مکان جل رہا تھا۔ وہ اور انکی بیوی بڑی طرح چلا رہے تھے۔ "بھگوان کیلئے میرے بچہ کو بچاؤ۔ وہ اندر ہی جل بھن کر راکھ ہو جائیگا۔"

لوگ اندر جانیکی کوشش کرتے لیکن بے سود ہی ناکام تھے۔ ملکو وہاں پہنچ کر سیٹھ جی کو دیکھا اور سیٹھ جی نے ملکو کی طرف رحم اور درخواست کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا "ملکو" اور ملکو بغیر کچھ کہے فوراً مکان کی دوسری منزل پر چڑھ کر کھڑکی کے اندر پہنچ گیا۔

وہاں سے اس نے بچہ کو نیچے پھینک دیا جسے لوگوں نے لپک لیا۔ شعلے اور بھی بلند ہوتے جا رہے تھے۔ آگ مکان کے کونہ کونہ میں پھیل چکی تھی۔ اور ملکو کھڑکی میں کھڑا مسکرا رہا تھا دونوں ہاتھ اٹھا اٹھا کر چلا رہے تھے۔ "ملکو جلدی نیچے کود جاؤ نہیں تو جل جاؤ گے۔" کچھ لوگ نیچے سے چلا رہے تھے۔ لیکن ملکو کسی کی نہ سنتا تھا۔ وہ ہنس ہنس کر چلا رہا تھا میں ابھی آ رہا ہوں شانتی تم میرا انتظار کرو! میں آ رہا ہوں شانتی ۔۔۔!!!

آخر آگ اس کھڑکی تک بھی پہنچ گئی اور آناً فاناً میں ملکو آگ کے شعلوں میں لپٹ گیا۔

سیٹھ جی کا وفا شعار مزدور ان کی
عمر بھر کی کمائی کے ساتھ ساتھ
ختم ہو رہا تھا۔

تاریک دل

گہری ندیا اگم جل زور بہت ہے دھارا
کیوٹ سے پہلے ملو جو اترا چاہو پارا

پہاڑوں کے پیچ دار سفر طے کرتے کرتے شام ہو گئی لیکن ابھی آبادی مجھ سے دو میل دور تھی پہاڑ کے دامن میں چوکڑیاں بھرتے ہرن کے بچے کھیلتے کودتے دیکھ کر دل ان کی محبت سے بھر آیا، میں ٹھہر گیا اور میں نے افسوس کیا، کہ سنسان جنگل میں معصوم بچے اکیلے ہیں۔ رات کی تاریکی اور بیابان کی دہشت سے ان کا ننھا دل پھٹ جائیگا، یہ خوف گھبرا جائینگے میں نے ان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے تاکہ ان کو گود میں اٹھا کر بستی میں لے چلوں لیکن ہرن کے بچوں نے میری ہمدردی کو دشمنی سمجھا۔ چوکڑیاں بھرتے ہوئے میری نظروں سے غائب ہو گئے اسی طرح سے اور کئی جنگلی خوبصورت اور بھولے پرندوں کیلئے انکی ہمدردی کے آنسو بہائے اور تھوڑی دور ہی چلا تھا کہ میرے خیالات میں انقلاب پیدا ہوا اور میری غمی خوشی سے تبدیل ہو گئی کیونکہ میں اپنے پاپی دل کی عادت سے آگاہ ہو گیا تھا۔

بھلا وہ چرند اور پرند جو بھگوان کے بھروسہ پر زندگی بسر کرتے ہیں اور قدرتی بہتے چشموں کا پانی پیتے اور گھاس چرتے ہیں اور ان کو جمع کرنے کا فکر نہیں ہے اور حسد اور دشمنی سے نا آشنا ہیں ایسی زندگی بسر کرنے والے کو خوف و خطر کیا؟ ان کا دل معصوم اور روشن ہے، ان کو پھر شب کی تاریکی کا کیا ڈر۔ ہائے رے پاپی دل تو اینٹ پتھروں میں رہنے کا عادی ہو چکا ہے اور مصنوعی زندگی نے تجھ کو اندھا کر دیا ہے راحت بخش اور اچھی زندگی بسر کرنے والے تیرے نزدیک قابل رحم حالت میں ہیں حالانکہ اے دل بستیوں کے بسنے والوں کی قابل رحم حالت ہے، ان کے لب پر مسکراہٹ کبھی نہیں آتی اور کہیں زمانے کی ناموافقت کی شکایت اور کہیں دوستوں کی بے وفائی کے شکوے ان کے لب پر ہوتے ہیں۔

تو دن رات کماتا ہوا بھی بھوکا ہے۔ اور پختہ مکان رکھتے ہوئے بھی تو خانہ بدوش ہے، ہاں کیونکہ تیرے دل میں معرفت کا سورج چھپ چکا ہے اس لئے تیرے اندر گناہوں کی اندھیری رات ہے یہی سبب ہے کہ دن دوپہر کو بھی تو اندھا ہے۔

اور اپنا نفع اور نقصان نہیں دیکھ سکتا لوگوں کو مرتے ہوئے دیکھتا ہے لیکن تجھکو اپنے مرنے کا یقین نہیں تو گناہوں کو جانتا ہوا بھی کر رہا ہے لیکن جنگل کے جانوروں کے دل شیشے کی طرح صاف ہیں اس لئے ان کے نزدیک اندھیری رات بھی روشن ہے۔

اے پاپی دل! تو جنگل کے جانوروں کے خوف و خطر کی کیا فکر کرتا ہے وہ تو بھگوان کے سایہ میں خوش و خرم دن گزار رہے ہیں۔ لیکن تو اپنی حالت زار پر غور کر کہ تمام عمر غم اور فکر میں گزر رہی ہے۔ بھگوان کا سہارا چھوڑ کر جو تو اپنی عقل پر چل رہا ہے بتا ایک پل بھی بے فکری سے کبھی میٹھی نیند سویا ہے یا نہیں؟ اس لئے اے پاپی دل! آج سے کوشش کر۔ اور جنگل کے جانوروں سے سبق سیکھ۔

Regd. No. A.505

HAMARI AWAZ MEERUT

Release Through Goodluck Pictures

Kumar In AHUTI

Scene from SAWAN AYA RE

Mumtaz Shanti in AHUTI

KISHORE SAHU

بچوں کے امراض کا آسان فارماکوپیا

ہند و پاک کی بڑی بوڑھیاں آج بھی اپنے بچوں کے رکھ رکھاؤ اور ان کے علاج کے متعلق جتنا تجربہ رکھتی ہیں، شاید وہ بہت کم معالجین کو میسر ہوں لیکن یہ بات افسوسناک ہے کہ ہماری نئی پود ان معلومات سے بہت بے تعلق ہوتی جا رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ بچوں کی معمولی تکلیفوں پر بھی کافی حیرانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بغیر معالجین کی امداد کے مشکل حل نہیں ہوتی۔ ہماری موجودہ بہنیں اگر غور سے اس فارماکوپیا کا مطالعہ اور پھر تجربہ کریں تو ان کی آئے دن کی بہت سی دشواریاں آسان ہو سکتی ہیں۔ حاصر بہناسے حکمت کے شکریہ کے ساتھ ہم اس فارماکوپیا کو شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

بچوں کی کھانسی، بخار اور اسہال کیلئے

(۱) ناگرموتھا، اتیس، کاکڑا سنگی، فلفل سیاہ، اناردانہ ہر ایک ہم وزن پیس کر رکھیں۔ ۱ ماشہ دوا شہد میں ملا کر دن میں دو تین بار چٹائیں۔

بچوں کی ناف کی سوجن

(۲) کوڑی زرد جلا کر پیس کر رکھیں اور روغن کنجد میں ذرا سی حل کر کے ناف پر لیپ کریں۔

بچوں کے مرض عطاش

میں جبکہ پیاس کا انتہائی غلبہ ہوتا ہے

(۳) طباشیر، دانہ الائچی خورد، مغز کنول گٹھہ، زہرہ سفید کشتہ، مصری کوزہ ہم وزن کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔ ۴ رتی دن میں ایک دو بار چٹا کر (شربت نیلوفر میں حل کر کے) عرق گاؤزبان بعد میں دیں۔

بچوں کی بدہضمی و اپھارہ شکم میں

(۴) سونٹھ، فلفل سیاہ، فلفل دراز، ترید سفید ہر ایک ہم وزن۔

ان کا سفوف ایک ماشہ شہد میں ملا کر چٹائیں اور بعد میں عرق اجوائن و عرق سونف دیں۔

بچوں کے قلاع دہنی میں

(۵) کتھ سفید، گیرو، پھٹکری سفید بریاں ہر ایک ایک تولہ۔ کافور دو ماشے۔ نیلا تھوتھا بریاں ۴ رتی۔ سب کو ملا کر رکھیں سفوف بنائیں۔ دن میں دو تین مرتبہ پانی میں حل کر کے روئی سے منہ کے اندر لگائیں۔

سوکھا۔ مسان اطفال

(۶) کچھوے کی اوپر کی ہڈی کی خاک ۱ تولہ

زہر مہرہ خطائی شگفتہ ۱ تولہ۔ مروارید ۶ ماشے ورق طلا ۲ عدد ماشے۔ سب کو عرق بید مشک اور عرق گلاب سے کھرل کریں۔ ورق طلا ایک ایک کر کے ملائیں۔ خوراک ۱ رتی دن میں دو بار شہد سے مجرب ہے۔

بچوں کے دانت بآسانی نکالنے کیلئے

(۷) سہاگہ بریاں شہد میں حل کر کے روزانہ ایک بار مسوڑھوں پر مل دیا کریں۔

بچوں کے ہرے پیلے دستوں کو روکنے کیلئے

(۸) سونٹھ، ہلیلہ زرد کلاں، کالا نمک ان کو رگڑ کر لعاب تیار کریں۔ اور اس میں دو رتی سہاگہ بریاں شامل کر کے بچے کو دیں۔ دن میں چار مرتبہ ٹھیک ہو جائے گا۔

بچوں کے عطاش و حدت جگر و مثانہ کیلئے

(۹) شربت زرشک لاجواب ثابت ہوا ہے۔

زرشک، بہیدانہ، گاؤزبان ہر ایک تین تولہ۔ برادہ صندل سفید ۵ تولہ۔ نیلوفر تین تولہ۔ تخم خیارین تین تولہ۔ عناب ۳۰ دانہ رات کو ایک بوتل عرق گاؤزبان اور ایک بوتل کیوڑہ میں بھگو دیں صبح جوش دے کر تین پاؤ کھانڈ ملا کر شربت حسب دستور تیار کریں۔

خوراک :۔ ایک تولہ یا کم و بیش دن میں دو بار دینا بہت ہی مفید ہے۔

بچوں کیلئے مسہل

کبھی کبھی بچوں کو مسہل کی ضرورت ہوتی ہے یا مہینہ پندرہ دن میں ایک بار مسہل دیدیا کریں تو مفید رہتا ہے۔

(۱۰) کوئنل ارنڈ (بے پتے) دو تولہ، نمک سیاہ ۶ ماشہ۔ دونوں کو باریک کر کے گولیاں نخودی بنا لیں۔ ایک گولی پیس کر دے دیں۔ ایک اجابت ہو جائے گی۔

(۲) کیسٹر آئل (روغن ارنڈی) بھی ایک چمچہ دینے سے اجابت ہو جاتی ہے۔

(۳) ریوند ایک تولہ۔ پودینہ ۴ تولہ۔ ہلیلہ زرد ۳ تولہ۔ ترید سفید ۴ تولہ ان کا سفوف تیار کر لیں۔ بچوں کے پیٹ کی بیماریوں اور دافع قبض کے لئے ۲ سے ۴ رتی پانی سے دیں دن میں دو بار یا زیادہ۔

بچوں کا چورن

(۱۱) سوڈا بائی کارب تین تولہ۔ دانہ الائچی کلاں ۱ تولہ۔ بادیان ایک تولہ مصطگی رومی ایک تولہ سب کو باریک کر کے رکھیں کبھی کبھی ایک چٹکی بھر بچے کو دے دیا کریں۔ اگر ضرورت ہو تو بعد میں چوعرقہ یا عرق گلاب کا ایک چمچہ چھوٹا دیں۔

زکام اطفال

(۱۲) سونف، بنفشہ، اسطوخودوس ہر ایک ایک ماشہ۔ گاؤزبان ۲ ماشہ خوب جوش دے کر ایک ایک چھوٹا چمچہ گھنٹہ، دو گھنٹہ کے بعد دیں۔

شہیقہ اطفال

(۱۳) پھٹکری ایک تولہ کو توے پر بریاں کر لیں اور پھر آدھ پاؤ عرق کیلہ (برگ) کا چوبہ دے کر خشک کر لیں۔ خشک ہو جانے پر پیس کر محفوظ رکھیں۔ خوراک ½ رتی سے ۲ رتی تک عرق اجوائن سے مطابق عمر۔

بثور اطفال

(۱۴) مختلف اقسام کی پھنسیوں پر اس دوا کا بڑا ہی مفید اثر مشاہدہ میں آیا ہے۔

گندھک آملہ سار ایک تولہ۔ کمیلا۔ برگ نیم کافور ہر ایک ۶ ماشہ۔ ان تمام اشیاء کو آدھ پاؤ روغن کنجد میں پکائیں کہ تمام دوائیں جل جائیں پھر چھان کر تیل محفوظ رکھیں اور بثور کو گرم پانی وغیرہ سے دھو کر اس روغن کو لگایا کریں۔

سرفہ اطفال

(۱۵) رب السوس، صمغ عربی، میدہ سالیہ

ہماری رائے

طبیہ کالج میگزین علی گڑھ

مدیر سید محمد رضا نقوی
قیمت درج نہیں۔
ملنے کا پتہ :- سکریٹری طبی سوسائٹی طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

دو سو صفحات پر مشتمل یہ رسالہ نہایت عمدہ کاغذ اور پاکیزہ طباعت کے ساتھ طبیہ کالج علی گڑھ کے طلباء کی طبی سوسائٹی نے پیش کیا ہے اس طبی سوسائٹی کے سرپرست مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر صاحب اور صدر پرنسپل طبیہ کالج علی گڑھ ہیں، مجلس ادارت میں علامہ حکیم کبیرالدین صاحب اور حکیم عبدالحسیب صاحب عابی منقد (منتہو) کے نام شامل ہیں۔ طبیہ کالج کے ممتاز ونامور طلباء بھی اس سوسائٹی میں شریک ہیں۔ اس طرح ایک معیاری طبی سوسائٹی کی طرف سے جو سالانہ پیشکش کی گئی ہے وہ کئی لحاظ سے معیاری اور قابل قدر ہے۔

اس رسالہ میں بڑے اچھے اچھے لکھنے والوں نے شرکت کی ہے اور اس طرح ایک ہی جگہ بہت ہی عمدہ ومعیاری مضامین اکٹھے ہو گئے ہیں جن طلباء نے اس رسالہ کو ترتیب دیا ہے ان کے ذوق وسلیقہ پر ان کو مبارکباد پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

اسی طبیہ کالج میگزین علی گڑھ نے ۳۰ سال قبل محترم ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب بٹ کی سرپرستی میں طب کی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ اس زمانہ میں یہ رسالہ بڑی پابندی سے ماہ بماہ شائع ہوتا تھا۔ ہماری دلی تمنا یہ ہے کہ طبیہ کالج علی گڑھ جیسی درسگاہ سے اب پھر یہ رسالہ ماہ بماہ ہی شائع ہوتا رہے تاکہ اطباء کی صلاحیتوں کو اجاگر ہونے کا زیادہ سے زیادہ موقع مل سکے۔

ستیاناسی کے کرشمے

ماہنامہ روح الحیات کا خصوصی نمبر
قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔
مرتبہ حکیم سید محمد حنیف صاحب نازش۔
ملنے کا پتہ۔ دفتر روح الحیات
سوتر منڈی۔ لاہور

روح الحیات کا یہ خصوصی نمبر ستیاناسی بوٹی کے احوال وخواص پر مشتمل ہے۔ اور حق یہ ہے کہ ستیاناسی کے متعلق بہت تفصیلی معلومات اس نمبر میں آگئی ہیں۔

ستیاناسی بوٹی ویدوں کے یہاں رسائن کا درجہ رکھتی ہے اور طب یونانی میں بھی اس کے منافع کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ ستیاناسی بوٹی میں تقریباً اس کی ہر چیز دوا میں مستعمل ہے۔ ستیاناسی کے پتے اس کا دودھ اس کا بیج۔ اس کی جڑ اس کا نمک۔ اس کا تیل غرض ہر چیز اپنے اندر ایک عجیب وغریب فائدہ رکھتی ہے اور بسا اوقات تنہا ایک بوٹی سے بہت سی بیماریوں میں کام لیا جاتا ہے۔ گذشتہ زمانوں کے بہاد بھی اس بوٹی کی بڑی اہمیت ہے اور اس رسالہ میں اس موضوع پر بھی اچھی خاصی روشنی ڈالی گئی ہے۔ جو لوگ ستیاناسی بوٹی کے متعلق مکمل معلومات چاہتے ہیں انہیں "روح الحیات" کے اس خصوصی نمبر کو ضرور مطالعہ میں رکھنا چاہیئے۔

طبی فارماکوپیا ۱۹۶۱ء

مرتبہ طبی بورڈ ضلع میرٹھ - ۲ ۔ دہلی بازار میرٹھ
قیمت ایک روپیہ

یہ ۱۶ صفحات پر مشتمل ایک مختصر سا فارماکوپیا ہے جو طبی بورڈ ضلع میرٹھ نے اپنی مختلف نشستوں کے فراہم کردہ تجربات کو ترتیب دیکر پیش کیا ہے اس مختصر سے کتابچہ میں بہت ہی ضروری بیماریوں کے آسان ومنتخب نسخے آگئے ہیں اور بعض نسخے تو بہت کام کے ہیں۔ دیہات کے اطباء کے لئے تو خاص طور سے مفید ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ اس مختصر سے کتابچہ کی قیمت ایک روپیہ زیادہ ہے لیکن اگر نسخوں کی اہمیت اور طبی بورڈ کے مخلصین کی مساعی کو سامنے رکھا جائے تو یہ کتابچہ اس قیمت پر بھی گراں نہیں ہے۔

خس وخاشاک ہوا میں اُڑ جاتے ہیں لیکن پہاڑ اپنی جگہ اٹل رہتے ہیں

صدر الاطباء حکیم محمد الیاس خاں صاحب کے شاندار عصرانہ میں موصوف کی تقریر

جناب صدر الاطباء حکیم محمد الیاس خاں صاحب تین چار دن کیلئے اپنی ایک خاص ضرورت پر بمبئی تشریف لائے تھے ان کی تشریف آوری کو غنیمت جان کر یونانی طبی کانفرنس مہاراشٹر نے موصوف کے اعزاز میں ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۶۱ء اتوار کے دن ۴ بجے سابو صدیق مسافر خانہ کی عظیم الشان عمارت میں ایک شاندار عصرانہ دیا تھا جس میں اطباء کرام کے علاوہ شہر کے معززین اور متقدر صحافیان نے بھی شرکت فرمائی۔

سب سے پہلے حکیم محمد مختار صاحب اصلاحی نے صدر الاطباء کو خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا کہ دوائیں ہمارے گوشہ اکی قدرت ہے۔ حضرات صدر الاطباء کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں مسیح الملک کے زمانے سے اب تک ہر طبی تحریک میں آپ کا ہاتھ رہا ہے اور اس وقت تو خاص طور سے ہماری طبی کشتی کے ناخدا ہیں۔ اس پیرانہ سالی میں بھی فن عزیز کے لئے آپ جو جدوجہد کر رہے ہیں وہ ہم جیسے جوانوں کیلئے قابل رشک ہے۔ آپ کے بعد جناب حکیم محمد یوسف صاحب مدیر فاضل الطب والجراحت دہلی نے موصوف کی ۳۰ سالہ خدمات پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ آخر میں صدر الاطباء حکیم الیاس خاں صاحب نے پون گھنٹہ تک حالات حاضرہ پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور اطباء کو بہت سے قیمتی مشورے دئے۔ موصوف نے فرمایا کہ مجھے بہت کم وقت میں ایسے اچھے اجتماع کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ بمبئی کے اس مغرب پرستانہ دور میں بھی طب یونانی کے شیدائیوں کی تعداد کم نہیں ہے حکیم اجمل خاں مرحوم کے ہمراہ میں بہت عرصہ پہلے یہاں حاضر ہوا تھا اس وقت کے حالات اور تھے۔ اور اب تو زمین آسمان بدلا ہوا نظر آرہا ہے تاہم اس سے انکار نہیں کہ طب کی خدمت کے لئے بمبئی جیسے مقام کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اطباء سے مخاطب ہوتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ خس وخاشاک ہوا میں اُڑ جاتے ہیں لیکن پہاڑ اپنی جگہ اٹل رہتے ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ موجودہ دشوار گذار حالات میں اپنی تنظیمی قوت کو مضبوط کر کے پہاڑ بن جائیے۔ انگریزی دور اقتدار میں ان کی تاجرانہ پالیسی کی وجہ سے دیسی طبوں کو نظر انداز کرنے کی پالیسی توقع کے مطابق تھی۔ لیکن آزادی کے بعد طب یونانی کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا گیا وہ بیحد افسوسناک تھا تاہم ناسازگار حالات سے بھی ہم مایوس نہیں ہوئے اور اپنی جدوجہد برابر جاری رکھی۔ آج کے جو حالات ہیں وہ یقیناً وہ نہیں ہیں جو ذیر صحت راجکماری امرت کور کے دور میں تھے پھر بھی ہماری راہ میں ابھی بہت سی مشکلات حائل ہیں اور ان ساری مشکلات کو دور کرنے کیلئے آپ کا اتحاد سب سے زیادہ قیمتی ہے۔ انفرادی کوششوں سے آج کوئی بھی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ آل انڈیا پیمانے پر صرف یونانی طبی کانفرنس ہی ایک ایسی جماعت ہے جو آپ کے مسائل حل کر سکتی ہے۔ دوا کی گرانی کا مسئلہ بہت اہم مسئلہ ہے اور اگر اس کی طرف فوری توجہ نہ دی گئی تو طب پر اس کا بہت ہی بُرا نتیجہ ظاہر ہوگا۔ آل انڈیا طبی کانفرنس اس اہم مسئلہ کو حل کرنے کیلئے عملی قدم اٹھا رہی ہے اور ۲۸ جنوری کو آل انڈیا کی ورکنگ کمیٹی کا جو اجلاس دہلی میں ہو رہا ہے اس مسئلہ کے تمام پہلو پر تفصیلی بحث ہو گی اور پھر اس سلسلہ میں کوئی ٹھوس پروگرام بنایا جائے گا۔

کافی دیر تک آپ نے طب کے مختلف موضوعات پر تقریر فرمائی بعد ازاں مختلف ماکولات ومشروبات سے خاطر تواضع کے بعد یہ پُر لطف اور نتیجہ خیز عصرانہ بحسن وخوبی ختم ہوا۔ (نامہ نگار مسیحا)

مہاراشٹر کے رجسٹریشن کیلئے ضروری معلومات - وید و اطباء کیلئے

(۱) اطباء اور وید صاحبان کے لئے یہ رجسٹریشن پورے مہاراشٹر میں دو سال تک جاری رہے گا۔ (۲) ۲۰ سال کے پریکٹس کرنے والوں کو رجسٹرڈ کیا جائے گا اور دس سال کے پریکٹس کرنے والوں کو انلسٹ کیا جائے گا۔ مرہٹواڑہ کے لوگوں کیلئے رجسٹریشن کی مدت صرف دس سال ہے (۳) مہاراشٹر کے باہر کے لوگوں کو رجسٹرڈ نہیں کیا جا سکتا (۴) رجسٹریشن کے تین فارم ہوتے ہیں A۔ B اور سی۔ بی فارم عام رجسٹریشن کیلئے ہے اور سی انلسٹ کیلئے۔ (۵) یہ فارم کسی دوسرے شخص یا کسی طبی جماعت کو نہیں دیا جا سکتا بلکہ جو امیدوار ہے اسے ذیل کے پتے پر اپنا مکمل وصاف پتہ لکھ کر فارم منگوانا چاہیئے۔ فارم منگانے کا پتہ یہ ہے۔ ۲۴

۲۳

رجسٹرار بورڈ آف آیورویدا اینڈ یونانی سسٹم آف میڈیسن ۲۴م۔ مہاتما گاندھی روڈ بمبئی ۱ – خانہ پُری کے فارم میں جو ہدایات ہوں ان کو دیکھ کر بھریئے اور جس تاریخ کو جانچ کیلئے دفتر میں بلایا جائے اس وقت حاضر ہونا چاہیئے اسے فارم منظور شدہ گورنمنٹ بورڈ یا طبیہ کالجوں کے سند یافتہ

اس موسم کا ایک مفید پھل

پپیتہ

مقام پیدائش :- یہ پودا سارے پاکستان میں کاشت کیا جاتا ہے اور باغوں حتیٰ کہ گھروں کے صحن اور باغیچوں میں لگایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جزائر غرب الہند اور شمالی امریکہ میں بھی پایا جاتا ہے۔

پپیتہ کا پودا زیادہ بڑا نہیں ہوتا۔ لکڑی نرم ہوتی ہے۔ بہت جلد بڑھتا مگر زیادہ عرصے تک زندہ نہیں رہتا۔ پتے بڑے بڑے ہاتھ کی ہتھیلیوں کے مانند ہوتے ہیں اور ان میں ہاتھ کی ہتھیلی جیسی ہی نسیں ہوتی ہیں۔ ان کی چوڑائی اوسطاً ۲۰ - ۳۰ سینٹی میٹر ہوتی ہے۔ سطح پر روئیں نہیں ہوتے۔ ان پودوں میں نر اور مادہ بھی ہوتے ہیں۔ نر پر پھول آتے ہیں اور مادہ پر پھل اور پھول دونوں لگتے ہیں۔ پھل لمبوترا بیضوی ہوتا ہے۔ جس کے اندر بہت کالے کالے تخم شیریں گودے میں ملفوف ہوتے ہیں اور اوپر سے باریک چھلکے میں ڈھکے ہوتے ہیں۔

دوا کے استعمال ہونے والے حصّے :- پھل، بیج، پتے، لکڑی اور دودھ۔

افعال وخواص :- پکا ہوا پھل مزے دار ہوتا ہے۔ آنتوں میں انقباض پیدا کرتا ہے۔ مقوی باہ ہے۔ ہضم میں اضافہ کرتا ہے۔ صفراوی زیادتی کو دور کرتا ہے اور پاگل پن میں بھی مفید ہے۔ اس کے علاوہ پکا ہوا پھل معدے کو قوت دیتا، بھوک بڑھاتا ہے ہاضم کا سر رباح اور مدر بول ہے۔ یہ سوزش اور رعشہ کو دور کرتا ہے اور بڑھے ہوئے طحال کو اعتدال پر لاتا ہے۔ پتھری توڑتا اور بادی پن دور کرتا ہے۔ خونی بواسیر رفع کرتا اور احلیل کے زخموں کو بھرتا ہے۔ داد اور جلد کی دوسری بیماریوں مثلاً چھاجن وغیرہ میں مفید پایا گیا ہے۔ پکے ہوئے پھل کا متواتر استعمال مزمن قبض دور کرتا ہے اور سوء اشتہا کی شکایت دور ہوتی ہے۔ کچے پھل کو بطور ترکاری پکا کر کھایا جاتا ہے اور اس سے دودھ پلانے والی عورتوں میں دودھ کی افزائش میں اضافہ ہوتا ہے۔

کچے سبز پھل کا دودھ :- یہ قاتل دیدان ہے۔ بالخصوص کدو دانے خارج کرتا ہے۔ دو تین قطرے کیپسول میں بھر کر بند کر کے استعمال کرنا مفید ہے۔ علاوہ ازیں یہ مدر حیض ہے۔ تازہ دودھ خون میں جلد سرخی بڑھاتا اور پیدا کرتا ہے چونکہ

(FIBRIN) (ایک سوت جیسی چیز جو کہ خون اور دوسری نباتی چیزوں میں ہوتی ہے) اور نائٹروجن پر مشتمل مرکبات کو تحلیل کرتا ہے۔ اسی وجہ سے گوشت ملائم کرنے کے کام میں لایا جاتا ہے۔ اس مطلب کے لئے دودھ کو تازہ ادرک کے ساتھ استعمال کرنا زیادہ مفید ہے۔ یہی دودھ شہد میں ملا کر مریض کو کھلانے اور اوپر سے ارنڈی کا تیل پلانے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے اور خارج ہو جاتے ہیں۔ یہ دودھ پیپسن (حیوانی انزائم) کے مقابلے میں البومن کو جلد ہضم کر دیتا ہے۔ لہذا اس دودھ کو ریت پر رکھ کر نرم آگ کے ذریعہ سفوف حاصل کر لیا جاتا ہے۔ اس سفوف کی ایک یا دو رتی مقدار کھانوں کو کھلانے سے بھوک خوب لگتی ہے اور رکھا یا پیا خوب ہضم ہوتا ہے۔ تازہ دودھ کو بچھو کے کاٹے پر لگانے سے شرطیہ فائدہ ہوتا ہے۔

پپیتہ کے بیج :- یہ بھی کرم کش اثرات رکھتے ہیں مگر زیادہ تر ادرار حیض کے لئے مستعمل ہیں۔ عام طور پر یہ مشہور ہے کہ ان بیجوں سے حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ جنوبی امریکہ کے وسطی علاقوں میں ان بیجوں کو بخار کے مریض کی تشنگی دور کرنے کیلئے بھی استعمال کرایا جاتا ہے۔

پپیتہ کی جڑ :- اس کو گولڈ کوسٹ (افریقہ) میں حبشیوں کی متعدی بیماری یاز (YAWS) اور بواسیر کے امراض میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی جڑ کو خوب باریک پیس کر لیدی بنائی جاتی ہے اور پھر اس میں نمک ملایا جاتا ہے اس لیدی کو پانی میں ملا کر حاملہ کو حقنہ دینے سے حمل گر جاتا ہے۔

پپیتہ کے پتے :- پتوں کو پانی میں ڈبو کر اور آگ پر گرم کر کے اعصابی دردوں میں بیرونی طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ان پتوں کو باریک پیس کر پلستر بنا کر لگانے سے نسیجوں کا درد رفع ہو جاتا اور فیل پا کے مرض میں افاقہ ہوتا ہے۔ خشک پتوں کو کچھ دیر پانی میں رکھے رہنے کے بعد زرد اور سرخ رنگ کا سیال حاصل ہوتا ہے جس کے پینے سے معدے کی خرابیاں دور ہو جاتی ہیں۔

کیمیاوی تجزیہ سے معلوم ہوا ہے کہ پپیتہ میں مندرجہ ذیل اجزا ہوتے ہیں۔
پیپسن (ایک ہاضم انزائم) دونین کی طرح کا انزائم، لائپیز اور پیکٹیز کا لوٹو پیپین انزائم کارپین (ایک الکلائڈ) یہ ایک بدمزہ تلخ الکلائڈ ہے جو کہ دل کی رفتار میں افسردگی پیدا کرتا ہے۔ (ہمدرد ڈائجسٹ پاکستان)

- مریض اپنی اصلی سرزمین کی آب وہوا میں ویسا ہی خوش وہرا ہو جاتا ہے جیسا کہ بارش کے پانی سے سوکھا کھیت ۔ (جالینوس)
- ایسی چیز نہ کھاؤ جس کو تمہارے دانت چبا نہ سکیں۔ معدہ بھی اسے ہضم نہ کر سکے گا (تیاذوق)
- کوئی بھی بیرونی عادت دوسری طبیعت بن جاتی ہے۔ (بقراط)
- ان پڑھ طبیب ملک الموت کا نائب ہے
- جس بات پر تمام اطباء متفق ہوں اس کو ہر وقت پیش نظر رکھو۔ (زکریا رازی)

کی اقسام بجائے ایک لاکھ بہتر ہزار کے چار لاکھ ننانوے ہزار چار سو پچاسی ہوتی ہیں۔ اور یہ حاصل ہوتی ہیں مختلف اخلاط کے (کمی) کے آپس میں ضرب دینے سے ـــ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم کسی فنی تحقیقی مضمون سے مستفید ہونے کی بجائے ریاضی کی بھول بھلیوں میں بھٹک رہے ہیں جہاں صرف مختلف فارمولوں سے نتائج اخذ کر کے جمع کر دیئے گئے ہیں۔ عملی حیثیت سے اس کی موجودگی کی شہادت، مریضوں میں اس کے اثرات کا مطالعہ، عمیق نظروں سے اس کی شدت و خفت کے تدریجی درجات کی خانہ بندی کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر خود مصنف سے یہ سوال کر لیا جائے کہ آپ کے تابد دمیہ اس چار لاکھ میں سے کتنی اقسام آئی ہیں تو جو جواب ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے۔

کل ہی کی بات ہے مزاج کا نو بربحث علمی تھی کہ دو حار ہے یا بارد ـــ رسالوں میں صفحات کے صفحات سیاہ کر دیئے گئے جس میں صرف لفاظی اور فلسفیانہ موشگافیوں کے کچھ نہ تھا ایک بھی عملی مثال ذاتی تجربہ کے حقائق اور تحقیقی مشاہدہ کا نتیجہ اس میں کسی طرف سے پیش نہیں کیا گیا۔ انتہا ذاتیات پر حملوں پر ہوئی ـــ اس کے بعد ریح البواسیر پر میدان کارزار گرم ہوا۔ مگر نتیجہ ـــ صرف الفاظ کا ایک ذخیرہ اور بس!

اسی طرح فصد جس کو دوران خون کے مظاہرات اور تسلسل نے ایک لا یعنی شے بنا دیا ہے جو تاریخی حیثیت سے چاہے جتنی اہم ہو آج عملی حیثیت سے بیکار ہو چکی ہے۔ اور دیگر ہزاروں نظریات جو مشاہدات کی روشنی میں بدیہیات کی طرح ابھر چکے ان سے فیض یاب ہو کر ہم اپنے فن میں نئی زندگی کی روح پھونک سکتے ہیں ایک نئے معیار دان کی تشکیل کر سکتے ہیں جس میں نیا جوش، نئی امنگ، کچھ کرنے کا ولولہ اور کچھ بن جانے کی آرزو کروٹیں لیتی نظر آئے گی۔

گو اس کی ابتدا حکیم کبیر الدین صاحب کی کتاب "ترجمہ کبیر" سے ہو چکی ہے جس میں انہوں نے ترجمہ کے ہمراہ نئے نظریات بھی (ازدیات) کے عنوان سے شامل کئے ہیں ـــ مگر اس طریق سے مجھے اختلاف ہے جس میں بجائے فائدہ پہنچانے اور افادی بننے کے ایک نئی الجھن پیدا کر دی ہے اور طالب علموں کو ایسے دوراہوں پر لا کھڑا کیا ہے جہاں وہ تذبذب کی حالت میں ٹھٹک کر رک تو ضرور جاتے ہیں مگر ان میں قوت فیصلہ نہیں پیدا ہوتی کہ کون سا راستہ اختیار کریں ـــ میں چند مثالیں یہاں پیش کروں گا۔

ذیابیطس کی تعریف اس طرح شروع ہوتی ہے ـــ "وہ مرض ہے جس میں پیا ہوا پانی تھوڑی دیر کے بعد پیشاب کی صورت میں خارج ہو جاتا ہے جس طرح مرض زلق الامعاء میں غذا خارج ہوتی ہے اور اس کا سبب گردوں میں سوء مزاج حار لاحق ہونا ہے جس سے ان کے مجاری کشادہ اور اس کی قوت جاذبہ بڑھ جاتی ہے۔ اس شدت و حرارت کے وقت گردے جگر اور عروق ماساریقا سے مائیت زیادہ اپنی برداشت سے جذب کر لیتے ہیں جو اس پر بار بن جاتی ہیں اس لئے گردے اس مائیت کو دفع کر کے اپنے بار کو ہلکا کر دیتے ہیں ـــ"

لیکن حکیم کبیر الدین صاحب نے ازدیات میں لکھا ہے "زیابقراس ـــ ایک فرازی رطوبت پیدا ہوتا ہے جو شکر کی تحلیل و تقسیم میں امداد کرتی ہے بالنقراس میں خرابی سے مرض ذیابیطس پیدا ہوتا ہے لا محالہ خون میں شکر کی مقدار بڑھ جاتی ہے جسے گردہ خارج کر دیتے ہیں ـــ دیکھا آپ نے دونوں میں کتنا تضاد ہے۔ ایک مقام مرض گردہ کو تسلیم کرتا ہے اور دوسرا بانقراس کو۔ اسی طرح اس کے علاج کو لیجئے ـــ علامہ نفیس لکھتے ہیں "بارد اور رادع بعض شربت مثلاً شربت انار، شربت آلو، شربت حماض، قرص کافور، قرص طباشیر کا استعمال کیا جائے۔ کمر پر بارد ضمادات جن میں گل انار، اقاقیا، صندل اور گل ارمنی شامل ہوں۔ مریض کو سرد بوٹیوں مثلاً نیلوفر، شگوفہ بید پر سلایا جائے۔ غذا میں حصرمیہ، ریوانیہ اور دوسری سرد اور قابض اور یہ کھلائی جائیں۔

مگر حکیم کبیر الدین نے ازدیات میں لکھا ہے کہ "تمام ایسی اشیاء جن میں شیرینی اور نشاستہ ہو بتدریج کم کر دینا چاہئے۔ جلد کو گرم کپڑوں سے گرم رکھا جائے تاکہ پسینہ بہ سہولت آ سکے اور آنتوں کے عمل کو تیز کیا جائے۔ قبض نہ ہونے دیا جائے۔ سرد ہوا سے بچایا جائے ـــ"

کیا طالب علموں کے دماغ کے لئے یہ الجھاؤ باعث ترقی ہو سکے گا یا تنزلی! ـــ آخر کسے صحیح مانا جائے اور کسے رد کیا جائے اور اگر مشاہدات بدیہات اختیار کرتے ہیں تو پتہ نہیں کہ کس نظریہ کا حامل ہو کر نتیجہ پا سکے۔ غرض ایک ضمن میں مبتلا ہوتا جاتا ہے اور اس سے وہ یکسوئی، خود اعتمادی اور قوت اخذ ختم ہو جاتی ہے جو صرف ایک نظریہ کے حاصل کرنے میں اسے ملتی ہے چاہے وہ نظریہ کتنا ہی غلط کیوں نہ ہو۔

غلط اور صحیح، جدید و قدیم نظریوں کے تقابل کی اہمیت سے انکار نہیں۔ تحقیقی مطالعہ کرنے والوں کے لئے ان کی افادیت مسلم ہے مگر ایک طالب علم کیلئے قطعی غیر ضروری اور نقصان دہ ہے۔ طریقہ یہ ہونا چاہئے کہ جن نظریات کی تردید خود اطباء کی تحقیق، ان کی مشاہداتی کسوٹی اور تجرباتی راستے سے گزر چکی ہے اسے نصابی کتب سے یکسر خارج کر دینا چاہئے۔

نوجوان اطباء کی شعوری کشمکش اور دو متضاد نظریات کے درمیان پس جانے والی کیفیت سے جو نقصان فن کو پہنچ رہا ہے وہ تو ظاہر ہے ہی اس کے علاوہ اس علاج سے جلد فائدہ نہ ہونے کی شکایت بھی عام طور پر ہوتی ہے اور آج کل مریضوں کی بے صبری دیکھ کر اکثر ڈاکٹری دوائیں استعمال کرنے سے یونانی اصول علاج و یونانی ادویہ سے مریض پر قابو پانے کی صلاحیت میں کمی آتی جا رہی ہے۔ اس تخیل کا ازالہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ یونانی علم تشخیص اور دوا سازی کے معیار کو جدید نہ کریں۔ علم تشخیص کو سہل بنانے کے لئے علوم جدیدہ اور جدید ذرائع تشخیص سے ہی مدد لینے کی ضرورت ہے جس سے یونانی علاج اور فنی امتیاز متاثر نہ ہو۔ علاوہ ازیں طریق علاج میں بھی ہم اپنے نظریات اور اصول کے مطابق بعض موجودہ رائج طریقوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اس زمانے میں ـــ VACCINATION کا عام رواج ہے جس میں مادۂ مرض جسم میں داخل کیا جاتا ہے اگر اسے یونانی طریق علاج اور ادویہ کے ہمراہ استعمال کیا جائے تو مرض بہت جلد دور ہو کر انتہا پر پہنچ جائے گا۔ اور کیونکہ یہ از قبیل ادویہ نہیں بلکہ مادہ مرض ہے لہذا مرض کا جو مزاج ہوگا وہی اس مادہ کا ہوگا لہذا یونانی ادویہ کے ساتھ جسم میں اس کے پہنچنے سے یونانی اصول علاج یا دواؤں کی تاثیر میں کسی قسم کی رکاوٹ یا تغیر و فساد کا اندیشہ قطعاً نہیں ہے بلکہ مرض کی مدت گھٹ سکتی ہے اور دواؤں سے مریض کو جلد آرام پہنچ سکتا ہے علاوہ ازیں مرض کے درجۂ انحطاط کے انتظار میں اعضاء کو ضعیف ہونے سے اور طبیعت کے کمزور ہونے کے اندیشے سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے اور بالعموم بحران جید کی توقع کی جا سکتی ہے۔

میرا مقصد یہ قطعی نہیں ہے کہ اسے بجنسہ اور آج ہی اخذ کر لیا جائے بلکہ باقاعدہ منظم طور پر اس کیلئے بزرگان فن میں سے مخصوص اور اس گوشہ کے ماہر حضرات کو دعوت فکر دی جائے اور ان کی رائے سے مستفید ہو کر اس سلسلہ میں قدم بڑھایا جائے یہ انداز نظر کہ اس پر یا اسی قسم کے دیگر مفید اور قابل اخذ طریق علاج یا آلات پر کیونکہ جدید کا لیبل لگا ہوتا ہے بدا قدما کے لئے ان کی انگیزیت جرم یا فن سے بغاوت ہوگی کم از کم اس زمانے میں اور موجودہ ترقی کی دوڑ میں کسی حالت میں اور کسی قیمت پر بھی قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

ایڈیٹوریل نوٹ

آنے والی نسلوں کی تباہی کا راز

ہمارا ملک آج سے چند سال پہلے غلام تھا جس کی بنا پر ہم لوگ اپنی زبان سے کسی غلط چیز کے لئے جد و جہد نہیں کر سکتے تھے۔ مگر اب ہمارا ملک آزاد ہے اور ہم بھی آزاد تو ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ ہم ملک سے ان تمام چیزوں کا خاتمہ کرنے پر تل جائیں جو ہمارے اور ہماری آنے والی نسلوں کے لئے مضر ثابت ہوں۔ آجکل ہندوستان میں سب سے زیادہ مہلک چیز بناسپتی گھی ہے جسکے سلسلہ میں ڈاکٹروں اور بڑے بڑے لوگوں کی یہ رائے ہے کہ یہ وہ سم قاتل ہے جس سے انسان بالکل بیکار ہو جاتا ہے ڈاکٹروں کا یہ بھی کہنا ہے کہ آجکل جو تمام نئی نئی بیماریاں دیکھنے میں آرہی ہیں وہ سب اس بدترین گھی کا نتیجہ ہیں مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ بڑے بڑے مل اس گھی کے بنانے کے لئے کھلے ہوئے ہیں اور وہ لوگ بے دریغ عوام کی صحتوں پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور خود اپنی جیبوں کو گرم کرتے ہیں۔ انہیں اس سے کیا غرض کہ اس خطرناک گھی سے ہمارے غریب عوام اور اس کی آنے والی نسلوں پر کیا اثر پڑے گا۔ ملک آزاد ہونے کے بعد ہماری حکومت کا سب سے پہلے یہ فرض تھا کہ وہ اس بناسپتی گھی کو بند کرتی جو کہ ملک کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ حکومت اس طرف کوئی توجہ نہیں دے رہی ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ فوراً اس طرف توجہ دے اور کوشش کرے کہ اس گھی کا نام و نشان تک بھی باقی نہ رہے اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتی تو اس کو چاہیئے کہ اس گھی میں اس قسم کا رنگ ملائے جو صاف طور نمایاں ہو سکے اور یہ ملک کے دشمن اس کو اصلی گھی میں ملا کر ملک کے ساتھ غداری نہ کر سکیں اور بھولے بھالے آدمیوں کی جیبوں پر ڈاکہ نہ ڈال سکیں اگر حکومت نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی تو وہ دن دور نہیں کہ اس ہندوستان میں جہاں ایک سے ایک زیادہ جوان مرد موجود کمیں دیکھنے کو نصیب نہیں ہوگا اور وہ نسلیں ہماری حکومت کے دم کو روئیں گی۔ اگر حکومت عوام اور اپنی بھلائی چاہتی ہے تو اس کو چاہیئے کہ اس طرف کوئی مستقل قدم اٹھائے۔

گداگری کو جرم قرار دو

بھیک مانگنے کی لعنت ہندوستان میں صدیوں سے بطور پیشہ وری قوم کے سر پر سوار ہے اور ایک آزاد ملک کی یہ سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ اس آزاد ملک میں اس قدر بھیک منگے ہوں۔ اس سلسلے میں جہاں عوام بے روزگاری کمر توڑ مہنگائی اور کام نہ ملنے کو الزام دیا جا سکتا ہے وہاں ہٹے کٹے مسٹنڈے لوگوں کا در بدر بھیک مانگنے میں بے غیرتی کا احساس نہ کرنا بھی ہے۔ حکومت سی پی نے ایک قانون کے ذریعہ گداگری کو جرم قرار دے کر قوم اور ملک کے اخلاقی معیار بلند کرنے کی طرف جو قدم اٹھایا ہے اس سلسلہ میں ہم اس کو مبارکباد دیتے ہوئے اور دیگر صوبوں سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس نیک کام میں دیر نہ کریں۔ اب ملک آزاد ہے اور اس کو محنتی، جفاکش اور بلند کردار لوگوں کی ضرورت ہے۔ ایسے ماحول کو لانے اور سماج کو بلند کرنے کے لئے گداگری کو روکیں۔ قوم کو تساہل، ذلت اور بے غیرتی کے خطرناک غار سے بچانے کی طرف مستحسن پیشقدمی کے مترادف ہی نہیں بلکہ وقت کا تقاضہ اور قومی فریضہ کی انجام دہی کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔

میرٹھ کے سینما گھر یا تانگہ اسٹینڈ

زیادہ تر دیکھنے میں آتا ہے کہ تانگے والوں اور رکشا والوں نے یہ ایک نیا طریقہ اختیار کرنا شروع کیا ہے کہ سینما ختم ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے تمام سڑک اور سینما کے دروازے پر اس طرح جمع ہو جاتے ہیں کہ تمام سڑک کی آمد و رفت میں دقت پڑ جاتی ہے اور لوگوں کو وہاں نکلنے میں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کا تو کوئی ذکر ہی نہیں کیا جا سکتا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ پولیس اس طرف کیوں توجہ نہیں دیتی۔ پولیس کے افسران بالا کو فوراً اس طرف توجہ دینا چاہیئے اور ان تانگے اور رکشا والوں کی اس بدعادت کو چھڑانا چاہیئے۔

محکمہ راشننگ جواب دے

حال ہی میں میرٹھ کے محکمہ راشن کے چند حضرات نے منڈی میں ایک شخص کو نمک بلیک کرنے کے سلسلہ میں پکڑا تھا مگر اس معاملہ کے خلاف ابھی تک کوئی کارروائی عمل میں نہیں آئی۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ محکمہ کے افسران بالا پر چند معزز لوگوں نے اثر ڈال کر اس معاملہ کو دبوا دیا ہے۔ راشننگ افسر کو کسی کے اثر میں نہ آتے ہوئے اس معاملہ کی غیر جانبدارانہ تحقیق کرنی چاہیئے اور اس شخص کے لئے جو ملک کا دشمن ہے سخت سے سخت سزا تجویز کرنا چاہیئے ہمارے لیڈران یہ کہتے کہتے تھک گئے کہ بلیک مارکٹنگ ملک کے لئے سب سے بڑی لعنت ہے مگر ان وطن دشمنوں کی سمجھ میں ہی نہیں آتا ایسے لوگوں کو ضرور اپنے کردار کی سزا ملنی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں ہم اگلے شمارے میں مفصل کارروائی شائع کریں گے۔

اقتباسات

امن اور جنگ

پنڈت جواہرلال نہرو نے امریکہ جاتے ہوئے پونا میں ایک تقریر کی جس میں فرمایا کہ "ہم لوگ امن پسند ہیں ہم اپنے گھر میں اپنے پڑوس میں اور ساری دنیا میں امن ہی امن چاہتے ہیں۔ ہم سچائی اور امن کے کاز کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر حالات نے ہم کو مجبور کیا تو ہم تلوار سے بھی کام لیں گے۔ جیسے کوئی دوسرا راستہ نہ رہے گا تو ہم جنگ سے گریز نہیں کریں گے۔ مگر یہ جنگ دماغی ہوگی اور ہم کسی پر حملہ نہیں کریں گے۔"

ایک امن پسند ملک کا امن پسند نمائندہ اپنی صفائی میں اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہے اپنی حفاظت کے لئے ہتھیار اٹھانا نہ عدم تشدد کے خلاف ہے نہ قانون فطرت کے خلاف البتہ ہمیں اس بات سے ضرور ہوشیار رہنا چاہیئے کہ پروپیگنڈہ کی دنیا میں دماغی جنگ بھی جارحانہ جنگ بن جاتی ہے اور مظلوم کو ظالم بنا کر دکھایا جاتا ہے۔ (الجمعیۃ)

سنگھ اور کانگریس

کانگریس ورکنگ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ سنگھ کے ممبروں کو کانگریس میں شامل ہونے کی آزادی ہے۔ یہ فیصلہ اس لئے کیا گیا ہے کہ سنگھ نے اپنے دستور میں اعلان کر دیا ہے کہ وہ ایک فرقہ دار سیاسی سنستھا نہیں جب کوئی سنستھا اپنا کردار بدل کر ایک خالص کلچر سوسائٹی کی شکل اختیار کرے تو قدرتی طور پر کانگریس اس کے ممبروں کے لئے اپنے دروازے بند نہیں کر سکتی۔ دیکھنا یہ ہے کہ سنگھ کے نیتا گنگ فرقہ پرستی سے کہاں تک دور رکھتے ہیں اگر سنگھ اور اس کے ممبر فرقہ پرستی سے الگ تھلگ رہیں تو ان کے خلاف کسی کو شکایت ہی نہیں رہتی۔ سنگھ کی طرح آریہ سماج، سناتن دھرم سبھا اور دوسری کئی ہندو، سکھ اور مسلم سنستھائیں موجود ہیں۔ جس کے ممبر کانگریس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر سنگھ ایک کلچر آرگنائزیشن رہے تو اس کے ممبروں کو کانگریس میں شامل ہونے پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ سنگھ کے پاس ایک بڑی تعداد میں کارکن ہیں۔ اگر یہ کارکن کانگریس کے تعمیری پروگرام کو اپنائیں تو دیش کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے تاہم اس کا یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہیئے کہ سنگھ کانگریس کا جزو بن سکتا ہے سنگھ ایک غیر سیاسی جماعت ہونے کا مدعی ہے اس لئے اس کے ممبر آزادانہ طور پر کسی بھی سیاسی سنستھا میں شامل ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ سنستھا انہیں قبول کرلے اور وہ اس کے پروگرام کو اپنانے کے لئے تیار ہوں۔ (تیج)

بد عہدی

ہندوستان کے وزیر خزانہ ڈاکٹر جان متھائی نے پارلیمنٹ سے رو برو یہ حیرت انگیز انکشاف کیا ہے کہ برطانوی حکومت نے اسٹرلنگ کی قیمت کم کرنے سے قبل ہندوستان کو اپنے اس ارادہ کی کوئی اطلاع نہیں دی۔ اس سلسلہ میں ہند پارلیمنٹ کے بعض ارکین نے سخت ناراضگی کا اظہار بھی کیا ہے۔ اور مسٹر ایل۔ داس نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ۔ چونکہ برطانیہ نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے اس لئے ہمیں وہاں سے اپنے ہائی کمشنر کو واپس بلا لینا چاہیئے۔

جہاں تک برطانوی حکومت کا تعلق ہے ممکن ہے کہ ہندوستان کے دور رس ارباب اقتدار آج بھی اسے قابل اعتبار تصور کرتے ہوں لیکن اسکے متعلق عوام کی یہ رائے نہیں وہ اپنی موجودہ مصیبتوں اور مشکلوں کے لئے اسے ہی ذمہ دار گردانتے ہیں۔

البتہ سوال یہ ہے کہ کیا خود حکومت ہند کے ارباب حل و عقد اس امر کا اندازہ نہیں کر سکتے تھے کہ برطانیہ اپنے سکے کی قیمت کم کر دے گا اور اس طرح ہندوستان کو شدید مالی نقصانات برداشت کرنا پڑے گا؟ اور اگر اس وقت اس امر کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا تو اب حکومت ہند اپنے اس نقصان کی کس قدر ذمہ داری حکومت برطانیہ عائد کرنے کا ارادہ کر رہی ہے۔ اور اس کے لئے اس نے کونسا طریقہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ (الجمعیۃ دہلی)

بلیک مارکیٹ کی ابتدا

کھانڈ کھلے بندوں ۱۳ آنہ سیر بکتی تھی۔ اس کے نرخ سترہ آنہ سیر ہو گئے۔ اس وقت حکومت نے کنٹرول کیا اور اب دو دو روپیہ سیر بک رہی ہے دوسرے شہروں کا تو علم نہیں۔ مگر دہلی میں حکومت نے سستی کھانڈ کی دکانیں کھول رکھی ہیں۔ جو دو گھنٹہ کے لئے کھلتی ہیں وہاں دکان کھلنے سے قبل ہی چار چار پانچ پانچ ہزار آدمی جمع ہو جاتے ہیں۔ دھینگا مشتی گالی گلوچ سب کچھ دیکھنے میں آتا ہے۔ وہاں بسا اوقات ایسے ایسے نعرے بھی لگتے ہیں کہ قلم کو ان کے دہرانے کی جرأت نہیں۔ یہ سب کچھ ایک سیر کھانڈ حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے اور عام طور پر یہ کھانڈ : ہاں ہی ضرورت مندوں کے ہاتھ دو دو روپیہ سیر فروخت کر دی جاتی ہے۔ کیونکہ کسی شریف آدمی کے لئے چار پانچ گھنٹے لائن میں کھڑا ہونا۔ دوسروں کی لاتیں مکے کھا کر ایک سیر کھانڈ خریدنا ممکن

آہستہ سے کہا۔

"یہ کیمرہ ہے تصویر اتارنے والا" میں نے کیمرے کو ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا "کیا اتروا گی تم فوٹو ۔۔۔ ؟"

"ہائے میں کیوں اتروانے لگی اپنی فوٹو" اس نے ایسے دلربا انداز سے کہا کہ میرے جذبات میں ایک ہیجان سا پیدا ہو گیا۔ پہلے تو وہ انکار کرتی رہی لیکن میرے بار بار اصرار کرنے پر وہ فوراً فوٹو اتروانے کیلئے تیار ہو گئی۔

"آنکھوں میں نشہ، لبوں پہ ہلکا ہلکا تبسم، سینہ میں دلکش ابھار اور کمر میں رقص نمایاں پیدا کر دو" میں نے فوکس لیتے ہوئے کہا۔

وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی اور اپنی جگہ سے اٹھ کر میری طرف آتے ہوئے بولی۔

"نہ جی میں نہیں اترواتی اپنی تصویر آپ تو چھیڑ کر رہے ہیں"

"اچھا بھئی تمہاری مرضی" میں نے کیمرہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "اس میں مذاق کی تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ میں تو بتا رہا تھا کہ تصویر اچھی آئے"

"تو اسی طرح تصویر اتارتے ہیں۔ آنکھوں میں نشہ ہونٹوں پہ مسکراہٹ اور کمر بل پیدا کرو" اور وہ مسکرا دی۔

میں خاموش رہا۔

"بابو جی !!"

"دیکھو! مجھے بابو جی نہ کہا کرو"

"اور کیا کہوں ؟"

"اختر"

"ہائے میں آپ کو کیوں اختر کہنے لگی ؟"

"ارے یہ تو میرا نام ہے"

"ہوں ۔۔۔" وہ سوچتے ہوئے بولی۔

"کس سوچ میں پڑ گئی ہو ہاجرہ ؟" میں نے اس کے گالوں کو چھوتے ہوئے کہا "ذرا آنکھوں سے آنکھیں تو ملاؤ"

"ہٹو جی تم بڑے ویسے ہو" وہ مجھے پرے دھکیلتے ہوئے اور ساتھ ہی اس کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

"ہاجرہ! میرے دل میں تڑپتے ہوئے جذبہ محبت کی قدر کرنے کی بجائے تم مجھے پرے دھکیل رہی ہو" میں نے والہانہ انداز میں کہا جیسے کہ میرا ضبط کا بند ٹوٹ گیا ہو "میرے دل میں سلگتی ہوئی آگ پر تم پانی چھڑکنے کی بجائے اسے اور بھڑکا رہی ہو"

"کیسی آگ اور کیسے جذبات ؟" اس نے اپنی مخمور آنکھیں میری آنکھوں میں ڈالتے ہوئے بھولے پن سے کہا۔

"ہاجرہ! مجھے تم سے محبت ہے۔ میرے دل میں ایک آگ سی سلگ رہی ہے" میرے منہ سے بے اختیار نکل گیا

"مجھ سے محبت ؟" وہ اپنے گال پر انگلی رکھ کر بولی "ایک امیر کو ایک غریب سے محبت! بھلا سونے اور مٹی کا میل ہو سکتا ہے۔ سماج ایسے ملاپ کو برداشت نہیں کر سکتا اگر کسی دیوانگی میں یہ رشتہ قائم بھی ہو جاتا ہے تو دولتمند محبت کی طرف سے ہٹ کے آگے سر جھکا دیتے ہیں"

"تم بھول رہی ہو ہاجرہ حسن کے آگے دولت و امارت کی کوئی وقعت نہیں رکھتی، حسن میں اتنی طاقت ہے کہ وہ اپنے ناز پر ان دولتمندوں اور امیروں کا سر جھکوا سکتا ہے جو کسی طاقت کے سامنے اپنی گردن خم کرنا باعث ہتک سمجھتے ہیں۔ اور محبت کا تو کہنا ہی کیا، یہ دولت دیکھتی ہے نہ امارت اس کی نظر میں دل سب کچھ ہے"

"اگر آج سے میں بھی آپ کو اپنی زندگی کی کشتی کا کھیون ہار سمجھ کر یہی کہوں کہ مجھے آپ ۔۔۔" اس نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا "کیا بعد میں میری ناؤ کو منجدھار میں تو نہ چھوڑ دو گے ۔ ؟"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ہاجرہ ؟" میں نے اسے اپنی آغوش میں کھینچتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اپنے پیاسے ہونٹ اس کے ہونٹوں پر رکھ دیئے۔

دن گذرتے گئے ہماری محبت بھی پروان چڑھتی گئی۔ بظاہر ہماری محبت میں نفسانی خواہشات کا شائبہ بھی نہ تھا۔ لیکن گھنگھور گھٹاؤں سے بھری ہوئی ایک شام کو ہم اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے۔ دل کا دامن دراز ہوتا گیا۔ اور ہم گناہ کی گہری غار میں جا گرے۔

شام کا وقت تھا، ٹھنڈی ٹھنڈی مستی خیز و جذبات انگیز ہوا چل رہی تھی آسمان پر کالے بادل شرابیوں کی طرح نشہ میں جھوم رہے تھے۔ میں اور ہاجرہ ندی سے واپس آ رہے تھے کہ راستہ میں ہمیں موسلا دھار بارش نے آ لیا۔ ہم جلدی جلدی چلنے لگے لیکن بارش اور ہوا اس قدر زور کی تھی کہ قدم اٹھانے مشکل ہو رہے تھے۔ اس لئے بارش سے بچنے کیلئے ہم پاس کی ایک سنسان کٹیا میں جا گھسے ہم بالکل بھیگ گئے تھے، ہاجرہ کی باریک ململ کی قمیص اور شلوار بھیگ کر اس کے جسم سے چپک گئی تھی جن میں سے اس کی جوانی کی رعنائیاں صاف جھلک رہی تھیں۔

نیم عریاں جسم سے چھلکتی ہوئی شراب سے میں مدہوش سا ہو گیا تھا۔ رگوں میں خون تیزی سے گردش کرنے لگ گیا۔ میں نے جذبات سے ڈوبی ہوئی آواز سے پکارا "ہاجرہ!"

"جی" اس نے عجیب انداز سے انگڑائی لے کر مخمور آنکھوں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی یہ انگڑائی میرے جوان دل میں اٹھتے ہوئے جذبات کی آئینہ دار تھی اس کی آنکھوں میں شباب و جوانی کی مستی ہی نہ تھی کچھ اور بھی تھا۔ یہ دیکھ کر میرے جذبات میں ایک طوفان سا برپا ہو گیا اور بغیر کچھ سوچے سمجھے میں نے اسے اپنی آغوش میں کھینچ لیا۔

چاندنی رات ماہتاب کی کرنیں ندی کی موجوں سے اٹکھیلیاں کر رہی تھیں، دور آم کے درخت پہ کوئل کوک رہی تھی میں اور ہاجرہ ندی کے کنارے خاموش بیٹھے تھے۔ وہ آج کچھ اداس اور افسردہ سی تھی، میں نے سکوت توڑتے ہوئے کہا

"ہاجرہ! یہ چاندنی رات کتنی سہانی اور نشاط انگیز ہے یہ ست یہ فضا یہ سماں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے دنیا مسرور و نشاط سے جھوم رہی ہے"

"ہوں" وہ افسردہ لہجے میں کچھ سوچتے ہوئے بولی

"تم کیا سوچ رہی ہو ہاجرہ ؟" — "میں سوچ رہی ہوں تم شادی کیوں نہیں کرتے"

"کس سے ؟" — "جس سے آپ نے وعدہ کیا تھا"

"ابھی ایسی کونسی جلدی ہے ؟"

"آہ تم نہیں جانتے اختر! ہماری اس شام والی لغزش و دیوانگی کا نتیجہ خوفناک شکل میں ہمارے سامنے آنے والا ہے" دوسرے لمحے وہ میری آغوش میں پڑی سسکیاں بھر رہی تھی۔

"تم مجھے چھوڑ تو نہ دو گے ۔ ؟" میں خاموش رہا میرا دماغ پریشان کن خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اور میں خیالات کے امڈتے ہوئے سیلاب میں بہتا ہوا نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ گیا تھا ۔۔۔ "تم بولتے کیوں نہیں" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "کچھ جواب تو دو نا"

میں چونک پڑا لیکن منہ سے کچھ نہ بول سکا۔ "اختر تم چپ کیوں ہو ؟" اس نے سسکیاں بھرتے ہوئے کہا "ہائے اگر تم اسی طرح خاموش رہے تو پھر میرا کیا ہوگا" میں تو کہیں کی نہ رہوں گی"

یکایک میرے ضمیر نے کہا "تو نے اپنے جذبات کی تسکین کی خاطر ایک معصوم لڑکی کے دامن عصمت کو ملوث کیا"

"جو جنسی لذت سے ناآشنا، مرد کی فطرت اور اس کی بناوٹی محبت سے ناواقف تھی اپنے جذبات کو تسکین دینے کے لئے اس بھولی لڑکی کو گناہ کے تاریک گڑھے میں دھکیلا اگر تو مرد ہے تو اس کا ہاتھ پکڑ اور اسے سہارا دے کر دنیا کے طعن و تشنیع سے بچا" میں نے فیصلہ کن انداز میں کہا "ہاجرہ! ہاجرہ میں تمہیں کبھی بھی نہیں چھوڑ سکتا تم میری جان، میری روح ہو"

میں جب گھر آیا تو ایک خط ملا مجھے شہر جلدی پہنچنے کی تاکید کی گئی تھی صبح میں ہاجرہ سے ملے بغیر ہی شہر چلا گیا شہر پہنچ کر جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ میری شادی اسی ہفتہ ہو رہی ہے تو دل پر ایک کاری ضرب لگی۔ میں نے شادی کرنے سے ہزار انکار کیا لیکن بوڑھے والدین نے ایک نہ سنی۔ میں فرض و محبت کے دوراہے پر پہنچ کر [illegible] میں مبتلا ہو گیا۔ ایک طرف بھولی ہاجرہ کی محبت تھی [illegible] طرف بوڑھے والدین کا خیال [illegible] والدین کی خوشی کیلئے اپنی آرزوؤں کا گلا گھونٹ دیا۔ اپنی تمناؤں کے سنہرے محل اپنے ہاتھوں ملیامیٹ کر دئے۔ میرے ہونٹ مسکراتے رہے دل روتا رہا۔ میں دولہا بنا۔ میرے ارمانوں کا جنازہ نکلا۔ بیاہ کے گیتوں میں میرے دل کی سسکیاں کسی نے نہ سنیں۔ میری شادی ہو گئی۔

اپنی آرزوؤں کا گلا گھونٹ کر جب میں اپنی

ڈیوٹی پر گاؤں پہنچا تو رستے ہی میں ایک نئی قبر دکھائی دی ایک نامعلوم احساس سے میرا دل دھک سے رہ گیا۔ میں نے گاؤں کے ایک بوڑھے سے پوچھا "یہ کس کی قبر ہے بابا ؟"

"نمبردار کی لڑکی ہاجرہ کی، ندی میں ڈوب کر خودکشی کر لی بیچاری نے"

بوڑھے نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا "کل تیسرے دن لاش ملی ہے۔ اس طرح جان دے دینے کی وجہ ابھی تک معلوم نہیں ہوئی بابو"

میرے ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا۔ آنکھوں نے بے اختیار آنسو برسانے شروع کر دیئے میرے منہ سے ایک چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی

دنیا بیوی کو نصف بہتر کہتی ہے۔ دنیا کے نزدیک شادی تکمیل زندگی ہے [illegible] شادی ہو گئی ہے بیوی بھی بری نہیں، اللہ رکھے دیدہ زیب پیکر، نہیں تو قبول صورت یقیناً ہے [illegible] اگر میں اپنی زندگی کو تشنۂ تکمیل کہوں تو دنیا مجھے پاگل سمجھے گی۔ لیکن مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہاجرہ کی طرح میری زندگی بھی ادھوری ہے۔

رگِ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا
جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا
(غالب)

تبت میں شادی کی رسمیں

تبت میں شادی کے موقعہ پر دولہا اور دلہن کے ماموں پر بہت کچھ دارومدار ہے۔ شادی کے وقت پہلے لڑکے کے ماموں ہی لڑکی کے والدین سے منسوبہ آغاز کرتے ہیں۔ رشتہ موزوں اور موافق ہونے پر لڑکی کی طرف سے تاریخ مقرر کی جاتی ہے معین تاریخ پر لڑکے والے کچھ لوگوں کو لڑکی والے کے یہاں تحفہ کے ساتھ بھیجتے ہیں۔ تحفہ بھیجتے وقت اس کا بھی خیال رکھا جاتا ہے کہ تحفہ لیجانے والا دار وغیرہ ہو۔ تحفہ میں ایک کشتی ہوتی ہے جس میں تھوڑی سی شراب ایک دو ریشمی رومال ... کے ... اور ... جن کی تعداد پانچ یا ... تحفے کے ساتھ جانے والوں کی پہلے ضیافت شربت اور ماء الشعیر سے کی جاتی ہے جس کو ہمارے ہندوستانی شربت پلائی کی رسم کہتے ہیں۔ شربت پینے کے بعد یہ مذکورہ تحفہ لڑکی کے والد کو پیش کرتے ہیں جس کو لڑکی کے والد لڑکی کے ماموں کی سلائے سے قبول کر لیتے ہیں۔ گویا دونوں جانب ماموں کی رائے اہم سمجھی جاتی ہے۔ تحفہ قبول کر لینے کے بعد نسبت پختہ ہو جاتی ہے۔

تبت میں دولہا خود دلہن کو لینے نہیں جاتا یہ کام اس کے عزیز و اقرباہی انجام دیتے ہیں۔ مقررہ تاریخ پر باراتی لڑکی کے گھر پہنچ جاتے ہیں۔ لڑکی والے حسب حیثیت خاطر تواضع کرتے ہیں۔ یہ دعوت تین روز تک جاری رہتی ہے۔ بارات آنے کے دوسرے روز سمدھی کے سامنے ایک کشتی میں تھوڑا سا ... لال آلو۔ بسکٹ جوش کیا ہوا آرد کیا گوشت رکھا جاتا ہے۔

تیسرے روز جہیز کی فہرست تیار کی جاتی ہے اور جہیز کا کل اسباب فہرست کے ساتھ معمر آدمی کو دیا جاتا ہے۔ اس درمیان میں لڑکی والے کا ایک آدمی جہیز کی چیزوں میں سے ایک چیز چرا لیتا ہے جس کی خبر معمر آدمی کو فہرست ملاتے وقت ہوتی ہے معمر آدمی اس مذاق کے صلہ میں چرانے والے آدمی کو کچھ انعام دے کر وہ چیز لے لیتا ہے۔ جس طرح ہمارے ہندوستان میں جوتی چھپائی کی رسم ہے۔ جہیز کا سلسلہ ختم ہونے پر لڑکے والے لڑکی کی ماں کو پانچ یا نو اقسام کی چیزیں نذر کرتے ہیں۔ انہیں ... کہتے ہیں۔ لڑکی کی ماں ان چیزوں کو مادری حق سمجھ کر قبول کر لیتی ہے۔

اس کے بعد پجاری آتا ہے اور دیوتا کو خوش کرتا ہے۔ کیونکہ ان کا خیال ہے کہ ایسے موقعہ پر دیوتا مکان میں زمین کے اندر رہتے ہیں اس درمیان میں لڑکی کی پیشانی پر تاج کی تصویر بنا کر باہر ... پجاری آگ ... کے چاروں طرف گھوم کر اس کی تندرستی دولت اور ... وغیرہ کی دعائیں دیتا ہے۔ اس کے بعد دلہن کے گلے ... کرتے ... دلہن ...

خبر ... کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ ... ایک جھنڈا میں ... ہوتے ہیں۔ اور تین جگہوں پر ... کی ... دلہن خسر کے گھر پہنچ جاتی ہے تو شوہر کی طرف کا پجاری ... ملا کر ... کو دعائیں دیتا ہے اور دولہا کی ... ایک کشتی میں ... سی مٹھائی اور ... لاکر دلہن ... دلہن اس کو ... لیتی ہے۔ تب دو عورتیں دلہن کو اٹھا کر ایک تپائی پر بٹھاتی ہیں۔ تب دلہن بیٹھ جاتی ہے تو ایک ... بچھائی جاتی ہے جس کے بائیں طرف دولہا کے عزیز و اقربا اور داہنی طرف دلہن کے رشتہ دار بیٹھ جاتے ہیں اور ... رقص و راگ شروع ہو جاتا ہے ... جاری رہتا ہے جس میں پڑوسی بھی مدعو کئے جاتے ہیں اور دلہن کا نیا نام سسر کے نام سے ملتا جلتا ہوا رکھا جاتا ہے۔

تیسرے روز دولہا اور دلہن ایک ساتھ بیٹھتے ہیں اور چھ انچ کی ایک لکڑی کا سرا دولہا اور دوسرا دلہن دانت سے پکڑتے ہیں پھر دونوں کے درمیان میں تھوڑی سی روئی رکھی جاتی ہے جس کا دولہا پیونی بناتا ہے اور دلہن اس پیونی کا سوت بناتی ہے یہی ازدواجی زندگی کا پہلا مشترکہ شگون مانا جاتا ہے اس کے ختم ہونے پر دولہا دلہن کے گھر کا آیا ہوا تحفہ اس وقت کے حاضرین محفل میں خود تقسیم کرتا ہے۔ اور مجلس برخاست ہو جاتی ہے۔

(شہر بانو)

غزل

سجاد ہاشمی

کبھی ساقی پہ کبھی جام پہ رونا آیا

بزم عشرت میں ... سر اک گام پہ رونا آیا

وحشت ... کبھی منت کش صحرا نہ ہوئی
خوب تھی سیر بہار چمنستاں لیکن

زہد و شب ... پہ رونا آیا
اہتمام قفس و دام پہ رونا آیا

زبانی احکامات

اب تک یہ دستور العمل چلا آرہا ہے۔ کہ جس حکم کا اعلان بذریعہ منادی ڈھول کیا جاتا ہے اس کے متعلق تحریری حکم کی دو نقلیں دی جاتی ہیں۔ ایک شاہراہ پر آویزاں کرنے کے لئے اور دوسری پر معزز اشخاص کے دستخط بطور گواہ کرا کر سرشتہ کو واپس لوٹا دیا جاتا ہے۔ لیکن اب حال میں کچھ روبیہ پولیس اور مجسٹریٹین کا ایسا بدلا ہے۔ کہ بغیر تحریر کے "زبانی احکامات" خاکروبان کے ذریعہ ڈھول پر منادی جائز و ناجائز ہر قسم کی جابجا کرائی جارہی ہے۔

چنانچہ کل شام کے چھ بجے تھانہ مواذنہ سے ایک کانسٹبل مسمی رگھو ناتھ قصبہ پہلاودہ ہمراہ خاکروب کے ہر گلی کوچہ میں بذریعہ ڈھول یہ اعلان کراتا پھرا کہ عیدالضحیٰ کے موقعہ پر قربانی سوائے بکرے اور بھینسے کے کسی چیز کی کرنا سخت جرم ہے۔ اور جب پڑھے لکھے لوگوں نے اس تحریر کو دیکھنا چاہا کہ جس کی رو سے منادی ہو رہی تھی تو کانسٹبل موصوف نے یہ کہا کہ مواذنہ کے داروغہ جی نے یہ زبانی حکم دیا ہے کہ منادی کرا دو۔ اگر کوئی تحریر اس بارے میں ہوگی تو داروغہ جی کے پاس ہوگی۔ جو خود عیدالضحیٰ کے روز انتظام کو آجائیں گے۔

آج عیدالضحیٰ کا سارا دن گزر چکا ہے۔ اور داروغہ جی صاحب موصوف قصبہ میں لیں گئے، نائب تحصیلدار صاحب جو ڈیوٹی پر انتظاما آئے ہوئے ہیں اور جن کے ساتھ صرف دو کانسٹبل ہیں۔ ایک یہ ہی رگھوناتھ مذکور اور ایک کوئی اور ہے۔ اُن سے دریافت کیا گیا۔ تو وہ بھی اس آرڈر سے اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہیں۔ اسی قسم کی ایک منادی موضع باتنو و سنوتہ میں بھی عمل میں آئی۔ اور وہاں سے متعلق ایک مزید شرط مرغے کے ذبح کرنے پر بھی پابندی کا اعلان کیا گیا۔

یہ تینوں مقامات تھانہ مواذنہ کے حلقہ میں ہیں اور ایک ہی کانسٹبل کے ذریعہ یہ اعلانات جو مختلف ہوئے ان سے شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ اور جابجا روزمرہ اخبارات میں پولیس کی بہت سی بدعنوانیاں بھی کیونکہ شائع ہوتی رہتی ہیں اس لئے ہم ان شکوک کی بنا پر حکام ضلع اور لوکل گورنمنٹ کی توجہ اس بارے میں دلانا چاہتے ہیں کہ اگر قربانی کے لئے کسی قسم کی کوئی پابندی حکومت کی جانب سے لگائی گئی ہے۔ تو اس بارے میں حکومت کو کم از کم آٹھ یوم قبل ایسے اعلانات کرانے چاہیئے تھے۔ تاکہ جن لوگوں نے قربانی کے لئے جانور خریدلئے ہیں وہ بیکار نہ جائیں۔ اور اگر یہ داروغہ جی صاحب کے نجی اور خلاف ضابطہ احکامات ہیں تو ان کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں آنی چاہیئے۔ کیونکہ ایسے لوگ بجائے حکومت کے امداد دینے کے حکومت کی پالیسی پر قانون کی آڑ میں بُرا اثر ڈالتے ہیں۔ جس سے سوائے منافرت کے اور کچھ نتیجہ نہیں۔

اس موقع پر ہم نائب تحصیلدار صاحب کی دانشمندانہ اقدام کو بہ نظر تحسین دیکھتے ہیں۔ کہ جب اسی رگھوناتھ کانسٹبل نے ایک ذبح ہوئی "کٹیا" کے پاس نائب صاحب کو لیجا کر کھڑا کر دیا۔ انھوں نے باوجود ہندو ہونے کے معاملہ فہمی سے کام لیا۔ اور حقہ داران قربانی کو سمجھا دیا اور ان کے بیانات تحریری لئے اور جب معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے لاعلمی کی بنا پر ایسا کیا تھا۔ تو تحقیق کی غرض سے وہ کاغذات و بیانات مزید معلومات کے لئے حکام بالا کے پاس روانہ کرنے کا وعدہ کیا۔ اور نہایت امن و امان سے معاملہ رفع کر دیا۔

دیوبند میں

ڈی آئی جی اور حافظ محمد ابراہیم تشریف لارہے ہیں

سہارنپور، قصبہ دیوبند کے فرقہ وارانہ فساد کے سلسلہ میں، ہمارے نامہ نگار کا کہنا ہے کہ یکم اکتوبر ۱۹۴۹ء کو تیسرے پہر کے قریب ایک اکھاڑہ رام لیلا میں شامل ہونے کے لئے مسجد کے سامنے سے جارہا تھا۔ کچھ مسلمانوں نے مسجد کے سامنے باجا بجانے کو منع کیا۔ کیونکہ یہ لوگ قصداً مسجد کے سامنے اکھاڑے کو روک کر باجا بجا رہے تھے۔ لیکن مسلمانوں کا منع کرنا ان کو ناگوار گزرا اور وہ جھگڑے کی شکل میں رُو نما ہوگیا۔ نتیجہ کے طور پر کچھ دکانیں لوٹ لی گئیں، تین آدمی ہلاک اور ۳۱ زخمی ہوئے۔

حاکم علاقہ جو وہاں موجود انھوں نے فوراً کرفیو لگا دیا اور حالات پر قابو پالیا۔ تلاشیاں اور گرفتاریاں ابھی تک جاری ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس جھگڑے میں سکھوں کا ہاتھ تھا۔ تحقیق جاری ہے۔

ابھی تک ۷۰ آدمی گرفتار کئے جاچکے ہیں اب حالات بالکل پر امن ہیں۔ افسران بالا حالات پر قابو پانے کی پوری پوری کوشش کر رہے ہیں۔ ڈی آئی جی اور حافظ محمد ابراہیم وزیر رسل و رسائل یو۔ پی دیوبند کے حالات دیکھنے تشریف لارہے ہیں۔

میرٹھ میں انگریزی دوائیوں پر کنٹرول

شری ونود چند شرما ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میرٹھ نے چند انگریزی دوائیوں پر کنٹرول کا آرڈر جاری کر دیا ہے۔ کہ سول سرجن یا اور کوئی آدمی اس کام کے لئے مقرر ہو اُس کی اجازت کے بغیر کوئی شخص دوائیوں کی خرید و فروخت نہیں کر سکے گا۔ ہر کیمسٹ یا اسٹاک کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ باقاعدہ ایک رجسٹر رکھے گا جس میں وہ تمام دوائیاں درج کی جائیں گی جن کی خرید و فروخت ہو۔ جس سے اس رجسٹر کو سول سرجن یا اور کوئی افسر جو اس کام کے لئے مقرر ہو چیک کر سکے۔ یہ حکم قریب ایک ہفتہ تک نافذ رہیگا۔ یہ حکم میرٹھ ضلع اور کینٹ میں لاگو ہوگا۔ یہ آرڈر عوام کو نفع خوروں سے بچانے کے لئے کیا گیا ہے۔

روپیے کی قیمت کو کم کرکے حکومت نے چور بازار کا دروازہ کھول لیا

سوشلسٹ لیڈر یوسف مہر علی کی تقریر

بنگلور۔ ۷ اکتوبر۔ سوشلسٹ پارٹی کی قومی مجلس عاملہ کی صدارتی تقریر میں کامریڈ یوسف مہر علی نے فرمایا کہ آج ہماری قومی حکومت نے اپنی پہلی غلطی کا احساس کیا ہے۔ جو کہ اس نے روپیہ کی قیمت گرانے کے بعد حالات کا مقابلہ کی تاب لاکر کیا ہے۔ کامن ویلتھ کے مالیات کے وزراء کی پہلی کانفرنس کے بعد ہندوستان کا یہ پہلا فیصلہ تھا جس میں اس نے دیکھ لیا اسی ایک فیصلے پر برطانیہ نے ہندوستان کو دھوکا دیا۔ سوشلسٹ پارٹی نے پہلے ہی ہند کی کامن ویلتھ میں شمولیت کے خلاف آواز اٹھائی تھی لیکن ہمارے ناخداؤں نے اس وقت حکمرانی کا حوصلہ سا یہ سوچا کہ آج ہم جو فیصلہ کر رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ آج روپیے کی قیمت گرنے کے بعد ہماری سرکار نے برطانیہ کی پالیسی تو دیکھ لی لیکن شاید یہ اس کی نظر اپنے ملک کے ان چور بازار سرمایہ داروں پر نہیں پڑی جنھوں نے ہر چھوٹی چھوٹی چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ کرکے عوام میں ایک قسم کا انتشار سا پیدا کر دیا ہے۔ اب بھی ہندوستان کو کامن ویلتھ سے جلد از جلد باہر آجانا چاہیئے۔ اور اب بھی کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آئندہ چیزوں کی قیمتوں میں کتنا اضافہ ہوگا۔ اس مسئلے کا اب ہمارے پاس ایک ہی حل ہے۔ کہ وہ سرمایہ جو بڑے بڑے سرمایہ داروں کا بنکوں میں سڑ رہا ہے۔ اس پر قبضہ کرکے حکومت اس کو ملک میں مشینری کو بڑھانے کے کام میں استعمال کرے جو روپیہ بر آمد سے نفع کی شکل میں آتا ہے۔ اس کو بھی دستکاری کے کاموں میں استعمال کیا جائے۔

ہائی اسکول کے امتحان میں شرکت کے فارم پچاس روپیے میں بکے

شکر، غلہ اور کپڑے کی چور بازاری کے بعد تعلیمی معاملات میں چور بازاری

آٹاوہ ہائی اسکول کے امتحان میں شرکت کے فارم معمولاً دو آنہ (۲؍) فی فارم کے حساب کتب فروشوں کے یہاں فروخت ہوا کرتے تھے۔ اس کو روکنے کے لئے صوبہ کے تعلیمی بورڈ نے یہ داخلہ امتحان کے فارم ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے دفتر بھیج دیئے۔ جہاں سے وہ بہت جلد تر تقسیم ہوگئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض پرائیویٹ امیدواروں کو ہاتھ ایک ایک فارم پچاس پچاس روپیے کے فروخت ہوئے۔

چاندنی چوک میں دو مسلمان گرفتار

دہلی۔ ۶ اکتوبر آج پولیس نے دو مسلمانوں کو چاندنی چوک کے صرافہ میں سونے کے بٹن بیچتے ہوئے گرفتار کیا۔ پولیس کا خیال ہے کہ وہ بٹن چرائے ہوئے ہیں۔

۱۳½ سال میں ۵۸ میل

انبالہ۔ ۶ اکتوبر ایک رجسٹرڈ چٹھی کی رسیدیں میں قریب قریب ۱۳½ سال لگ گئے ہیں۔ یہ رسید ۱۳ مارچ ۱۹۳۶ء کو لاہور کوٹ کپورہ بھیجی گئی تھی لیکن ۲ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو پہنچی۔ لاہور اور کوٹ کپورہ کے درمیان صرف ۵۸ میل کا فاصلہ ہے۔

ایک کارڈ نے ۳۰ میل کی مسافت ۱۲ دن میں طے کی

آزاد ہندوستان کا محکمہ ڈاک کچھرفتی میں بہت ترقی کر رہا ہے۔ اس کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ عبداللہ پور سے جگادھری کے اسٹیشن ماسٹر کو ایک خط لکھا گیا۔ درمیان فاصلہ صرف تیس ۳۰ میل ہے۔ خط ۲۰ ستمبر کو ڈالدیا گیا لیکن منزل مقصود کو ۲ اکتوبر کو پہونچا۔ یعنی بارہ دن میں پورے تیس ۳۰ میل طے کئے۔

دیوان کے ہی کھنہ کے یہاں میٹنگ

آج مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو بوقت پانچ بجے شام شری دیوان کے ہی کھنہ صاحب کی جائے رہائش پر میرٹھ کے اسکولوں کے نمائندگان کی ایک میٹنگ بلائی گئی۔ اور زیر صدارت سردار سندر سنگھ صاحب مندرجہ ذیل ریزولیشن پاس ہوا۔

(۱) اس امر پر تبادلہ خیالات کیا گیا کہ میرٹھ اسکولوں کے مفاد کے لئے ضروری ہے کہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو شام کے پانچ بجے بھینسالی گراؤنڈ میں میرٹھ ڈسٹرکٹ فیڈرل فیلڈ ایسوسی ایشن کا عام انتخاب کرایا جاوے۔ تاکہ گذشتہ ۳۰ اگست ۱۹۴۹ء کو جو میٹنگ منعقد ہوئی تھی اور اس میں گڑبڑ ہو جانے کے باعث انتشار پیدا ہوگیا ہے۔ اور اس کو دور کرنے کے لئے اور ایسوسی ایشن کو نمائندہ جماعت بنانے کے لئے اس کا انتخاب لازمی ہے۔ لہٰذا اتفاق رائے سے طے ہوا کہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو پانچ بجے شام زیر صدارت شری پرکاش دتی ہو دو انتخاب کیا جاوے۔

برسات میں برسات

آج جب نرگس کو پنجابی لباس میں دیکھ کر سب لوگ جھوم جھوم اٹھے تھے۔ اب "برسات" میں نرگس کو آپ کشمیری دوشیزہ کے کردار میں دیکھ کر آپ لوگ ایسا محسوس کریں گے جیسے واقعی عرش بریں سے کوئی حور اتر کر فرش خاکی پر آگئی ہے۔ اور آپکے دل کے تاروں کو جھنجھوڑ رہی ہے۔ برسات میں نرگس کو ہدایت کار راج کپور نے بہت پیارے انداز میں پیش کیا ہے۔ وہ قابل تعریف ہے۔ یہی وجوہات ہیں کہ آج کل برسات نہایت کامیابی کے ساتھ بہت سے اسٹیشنوں پر چل رہی ہے اور عوام اسے دیکھ کر اس کی تعریف کرتے کرتے تھکی جاتی ہے۔

یو۔ پی کا "مقدر" جاگ اٹھا

کے۔ ایس پروڈکشنز لکھنؤ اپنی اولین پیشکش آئیڈیل اسٹوڈیوز لکھنؤ میں فلمی منازل سے گزر رہے ہیں۔ "مقدر" تکمیل کے آخری مراحل طے کر رہا ہے۔ اے۔ پی کپور ڈائرکٹ کر رہے ہیں۔ میوزک کی طرز میں مینکا آف منزل افیم تیار کر رہی ہیں۔

اداکاران میں مینکا، الکھارانی، برج مالا، لیلا میرا، گیتا، سنگٹھا پرشاد، مہدی رضا، کمود، شعلا اور نرمل جیسے سمجھے ہوئے ماہرین حصہ لے رہے ہیں۔ میسرز کیلے بہادر نے شمالی ہند کے لئے تمام حقوق تقسیم حاصل کرلئے ہیں۔ "مقدر" کے بعد "ان داتا" اور "واہ ری دنیا" کی کاغذی تیاریاں مکمل کی جائیں گی۔

"بلسریا" کی سریلی تانیں

ہندو پاکستان کی سرزمین پر چھا گئی ہیں۔ ملک کے مشہور فلمی ادیب اور شاعر عرشی کا ملک راج بھاکڑی کی اپنی فلم کمپنی نگارستان فلمز کی موسیقی نواز "بلسریا" ریلیز ہو گئی۔ "گیتا بالی" رندھیر، رام سنگھ، کلدیپ، صوفیہ، اور اوم پرکاش اس کے خاص اداکار ہیں۔ پروڈیوسر بھاکڑی کی دوسری تصویر "چوری چوری" کی تیاریاں مکمل ہیں۔ عنقریب یہ فلم نگارخانہ کی زینت کو دوبالا کرے گی۔ اس فلم کے ڈسٹری بیوٹرز مشرقی پنجاب کے لئے میسرز دوابہ فلم کارپوریشن لمیٹڈ جالندھر ہیں۔

پروڈیوسر پرتاب نے میدان جیت لیا

"دو بہا" کی کامیابی حاصل کرنے کے بعد "جیت" کو مکمل کرچکے ہیں۔ اور اب یہ نمائش کے لئے بالکل تیار ہے۔ "جیت" میں فلمی دنیا کی حسین ترین جوڑی ثریا اور دیوانند کے علاوہ دیگر چوٹی کے اداکار کام کر رہے ہیں۔ دہلی اور یو۔پی کے لئے ڈسٹری بیوٹرز میسرز ستیہ بھارتی "جیت" کو ریلیز کرنے کے

پروگرام کو ترتیب دے چکے ہیں۔ فلم بین طبقہ کو یہ سنکر مسرت ہوگی۔ کہ "جیت" کی نمائش کے وقت پروڈیوسر پرتاب بذات خود بڑے بڑے شہروں کا دورہ کریں گے۔

"رم جھم" سحر آفریں موسیقی کا نچوڑ

رم جھم سحر آفریں موسیقی حسین مناظر کی تصویر کشی ہے۔ روزمرہ کی زندگی کی عکاسی نے مل کر اسے زبردست مقبولیت کے ہاتھوں ہاتھ بکوا دیا۔ کشور ساہو جیسا شہرت یافتہ اداکار ہدایتکار ہو اور رم جھم میں پہلی بار لیلا چٹنس نے اپنی اداکاری دکھائی ہو۔ رم جھم کے حقوق تقسیم میسرز اسکرین آرٹس کے پاس ہیں اور انہوں نے سرکٹ میں اس کی نمائش کے لئے اپنے انتظامات کرنے شروع کر دیئے ہیں۔

"نمونہ" واقعی نمونہ ہے

ایم۔ اینڈ ٹی "نمونہ" میں کشور ساہو، کامنی کوشل، لیلا چٹنس، دیو آنند اور گلاب کو پیش کرکے اپنی محنت کی داد لینے میں مصروف ہیں لکھو نے اپنے رقص کے جو کمالات "نمونہ" میں پیش کئے ہیں وہ لاجواب ہی نہیں بلکہ قابل دید ہیں۔ میسرز آزاد ہند پکچرز اس کی بکنگ میں لگے ہوئے ہیں۔

ثریا کے "ناچ" نے دل موہ لیا

پروڈیوسر دیوان کلدیپ سہگل کی فلم میں ثریا کی رقص نوازی نے لوگوں کے دلوں کو موہ لیا ہے۔ جس کو رومیش سہگل کی ہدایت کاری نے اور چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ثریا، شیام، صوفیہ اور اوم پرکاش جیسے حسین اداکاری کے ماہروں نے اس میں اپنی اداکاری کے دلکش جوہر دکھائے ہیں۔ اس تصویر کے میوزک ڈائریکٹر حسن لال بھگت رام آڑھتی ہیں جن کی آڑھت کی دوکان ہر پروڈیوسر کیلئے ہر وقت بھرتی کرنے کے لئے کھلی رہتی ہے۔ یوپی اور دہلی کے لئے چوپڑہ فلم ایکسچینج چاندنی چوک دہلی نے تمام تقسیم کارانہ حقوق حاصل کرلئے ہیں۔ اور جلد ہی اسے دہلی اور تمام اہم مقامات پر نمائش کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔

"ساون آیا رے" آؤ سکھی جھولیں

کشور ساہو کا جادو بھرا شاہکار "ساون آیا رے" کی خبر سنتے ہی آنکھیں دیکھنے کے لئے بیتاب ہو جاتی ہیں۔ اور یہ بیتابی کیوں نہ ہو جبکہ کھیم چند کی موسیقی اور کشور ساہو کی ہدایت کاری یکجا ہو کر اس تصویر میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ اس فلم میں کشور ساہو، رمولا، ڈیوڈ، سونا، صوفیہ، گلاب اور دیگر ماہرین فن کام کر رہے ہیں۔ اس فلم کو یوپی اور دہلی میں ریلیز کرنے کے حقوق ہری ٹاکیز ڈسٹری بیوٹرز چاندنی چوک دہلی نے حاصل کرلئے ہیں۔

"ساون آیا رے" دہلی کے رٹز، امپیریل لنڈن اور شیوا میں بے پناہ مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔

فلمی دنیا میں بھی "ہچکولے" پیدا ہونے لگے؟

شیخ پکچرز کی نغمہ بار فلم "ہچکولے" نے آج فلمی دنیا میں "ہچکولے" پیدا کر دیئے ہیں۔ اور کامیابی کے وہ ریکارڈ قائم کئے ہیں جنہیں سنکر لوگ دانتوں تلے انگلی دباتے ہیں۔ بہترین اداکاری اور قابل ڈائرکٹروں نے اس تصویر کو وہ لازوال شہرت بخشی ہے۔ جس کو کوئی فلم نہ دکھا سکے گی۔ اس فلم کی کہانی اور مکالمے دنیائے ادب کے مشہور انشاپرداز سیف الدین صاحب سیف نے لکھے ہیں۔ اور موسیقی کی طرزیں ماسٹر عنایت حسین نے تیار کی ہیں۔ ڈائریکٹر داؤد چاند نے اپنی ہدایت کاری سے اس فلم کو زینت بخشی ہے۔ جسے عوام بار بار دیکھ کر بھی نہیں گھبراتے۔ اس کو بہت جلد نمائش کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ دہلی اور یو۔پی کے لئے اس کے حقوق تقسیم شری بخشی چیف آف سائین ایکسپلائٹرز نے حاصل کرلئے ہیں۔ یہ ادارہ انتہائی کوششوں کے بعد "ہچکولے" کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔

"کسی کی یاد" دلمیں اور میں ہو

پارو آرٹ کنسرن کا بیش بہا تحفہ "کسی کی یاد" کے حقوق تقسیم شمالی ہند کے لئے میسرز چترا بھارتی دہلی نے حاصل کرلئے ہیں۔

اس فلم میں ڈائریکٹر کے فرائض جیتن بسواس نے انجام دیئے ہیں۔ اور سلوچنا چٹرجی، پارو، جیون، بھارت بھوشن، بدری پرشاد اور رمیش سنہا وغیرہ نے اپنی اداکاری کے جوہر دکھائے ہیں۔ موسیقی ہنس راج بہل کی ہے۔ اور گانے ملک کی دو مقبول ترین ہستیوں تنویر نقوی جگن ناتھ آزاد اور ملک پی ایم اے نے لکھے ہیں۔

"سوئم سدھا" ایک انمول ہیرا

آئی۔ این۔ اے پکچرز کلکتہ نے "سوئم سدھا" پیش کرکے عوام پر ایک زبردست احسان کیا ہے۔ یہ وہ فلم ہے جس کو دیکھ کر انسان تعریف کرتے کرتے تھک جاتا ہے۔ اس فلم کے پروڈیوسر ایم۔ این گوہا ہیں۔ ہدایت کار شام داس بنرجی پر قلا حکمرانی کی ہے۔ جس نے تصویر میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ دنیائے فلم کے مشہور ستارے شانتا آپٹے، بہین گپتا، مولینا، گیتا میری، ہیرالال، امرناتھ وغیرہ نے اپنی اداکاری کے وہ جوہر دکھائے ہیں۔ جن کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ یہ فلم ہر جگہ کامیابی کے نئے ریکارڈ قائم کر رہی ہے۔ دہلی اور یوپی کے لئے دی جنرل ٹاکیز لمیٹڈ چاندنی چوک کے پاس اس کے حقوق ہیں۔

صادق نے "سبق" سکھا دیا

ان دنوں ہدایت کار ایم صادق "سبق" کی شوٹنگ میں مصروف ہیں۔ اور اپنے تجربہ کی بنا پر عوامی فلم بنانے کی جان توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ "سبق" کی موسیقی کے متعلق بمبئی کی اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ "سبق" کا ہر گانا دور آور ہے جو عوام کے دلوں میں گھر کر جائے گا کیونکہ موسیقار شیام سندر "سبق" کی موسیقی میں کوٹ کوٹ کر جادو بھر رہے ہیں۔

"سبق" میں منور سلطانہ، جاگیردار، اوما، چترابانی اور نواب وغیرہ نے اداکاری کے فرائض انجام دیئے ہیں۔ جو اس سے پہلے بھی بہت سی فلموں میں اپنی کامیابی کے جوہر دکھا چکے ہیں۔

"رات کی رانی"

میں نسوانی اضطراب

کا وہ لاوا پھوٹتا ہے جس سے جوہر نسائیت کی حقیقت کا اعلان ہوتا ہے۔ نغموں کی اچھل کود میں، مکالموں کی ترت پھرت تصویریں، ہدایت کاری کا عروج اور فن کاری کا کمال آج ہر جگہ تماشائیوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔

"رات کی رانی" جس کے ڈائریکٹر جگدیش سیٹھی ہیں یقیناً سال رواں کی بہترین تصویر قرار دی جائے گی۔ منور سلطانہ، شیام، سلوچنا چٹرجی، اوم پرکاش، مدن پوری اور جگدیش سیٹھی نے اداکاری کے فرائض انجام دیئے ہیں۔

موسیقی راج بہل کی ہے۔ جس نے تصویر میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ یہ تصویر ہر جگہ کامیابی کے جھنڈے گاڑ رہی ہے۔ دہلی اور یوپی کے لئے امپیریل پکچرز لمیٹڈ چاندنی چوک کے پاس اس کے حقوق ہیں۔

طوفان بپا کرنے والا شاہکار "نمائش"

رنگیل فلمز دہلی کا ستاروں سے بھرپور اور حشر بپا کر دینے والا شاہکار "نمائش" بہت جلد آرہا ہے۔ اس فلم میں جن اداکاروں نے اپنے اپنے فرائض اس خوبی سے انجام دیئے ہیں کہ دیکھنے والوں کو محو حیرت بنا دیں گے۔ ڈائریکشن کے فرائض ملک کے نامور ڈائریکٹر نے انجام دیئے ہیں۔ اس فلم کے سلسلہ میں دہلی، یوپی، مشرقی پنجاب اور پاکستان کے حقوق کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ باقی علاقہ جات کیلئے لوگ اس تصویر کو لینے کے لئے جان توڑ کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

15th October 1949

ANNAS TWO

RUPEES SIX

Rupees 3-8-0

GEETA BALI

IN

BANSARIA

2nd. WEEK

MEHTAB

سینما بینوں کو اطلاع

میرٹھ ۔ تفریحی ٹیکس کے سپرانٹنڈنٹ مسٹر شرما اطلاع دیتے ہیں کہ سینما دیکھنے والوں کو حسب ذیل ہدایات کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

دفعہ ۵۔ یو۔ پی تفریحی ٹیکس کے مطابق

۱۔ کوئی بھی آدمی یا عورت یا بچہ بلا تفریحی ٹیکس لگے سینما ہال میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

۲۔ کوئی بھی سینما ٹیکس ادا کئے بغیر اگر سینما ہال میں پایا جائیگا تو اس پر مبلغ ۲۰۰ روپیہ تک جرمانہ ہو سکتا ہے اور اس سے وہ تفریحی ٹیکس بھی وصول کیا جائیگا جو اس کے ذمہ واجب الادا تھا۔

اس لئے ہر ایک سینما دیکھنے والے سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ٹکٹ یا پاس کا آدھا حصہ اس وقت تک اپنے پاس رکھیں جب تک کہ تماشہ ختم نہ ہو جائے۔ ٹکٹ یا پاس کا آدھا حصہ کسی بھی وقت ان سے طلب کیا جا سکتا ہے اور جب طلب کیا جائے تو ان کو دکھانا ضروری ہے۔

۳۔ سینما والوں کو چاہئے کہ مندرجہ بالا ہدایات سے عوام کو آگاہ کرنے کے لئے انگریزی اور ہندی میں اپنے بورڈوں پر لکھا کر ایسی جگہ رکھدیں جہاں سب لوگوں کی نظر پہنچ سکے علاوہ ازیں سلائڈ کے ذریعہ بھی عوام کو باخبر کیا جائے۔ (نامہ نگار)

سچی خدمت اسی کو کہتے ہیں

ایک زمانہ تھا جب لوگ فن طب کو صرف عوام کی خدمت کے جذبے کے ماتحت حاصل کرتے تھے غریب اور بیکس لوگوں کو مفت علاج اور سستی دوائیں دے کر اطبا کے نیک جذبہ کا اظہار ہوتا تھا مگر آج کی دنیا میں اس فن شریف کو طلب زر اور حصول غرض کی خاطر بدنام کیا جا رہا ہے۔

آج کل بہت کم طبیب ایسے ہیں جو اس فن کو زندہ و برقرار رکھنے کے لئے اپنی اغراض کو پس پشت ڈال کر عوام کی خدمت کے لئے تکلیف اور پریشانی برداشت کریں۔ دوکانداری اور غرض پرستی کے اس تاریک دور میں ہمیں حکیم ظفر احمد صاحب کے اس نیک ارادہ اور پاکیزہ اقدام پر مسرت ہوتی ہے جس کا مدعا رفاہ عام کے لئے خالص اور اکسیر ادویات کا مہیا کرنا ہے۔

حکیم صاحب موصوف کی ذات گرامی سے کون شخص واقف نہیں کہ آپ ایک ہر دلعزیز ہستی ہونے کے ساتھ ساتھ قوم کے سچے ہمدرد اور انتہائی خوش اخلاق ہیں اور اسی وجہ سے جو لوگ آپ سے ایک بار مل چکے ہیں وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو گئے ہیں۔ آپ طبی لائن میں ایک وسیع تجربہ کے مالک ہیں معلوم نہیں درمیانی عرصہ میں آپ اس طرف سے کیوں بے نیاز ہو گئے تھے؟ عوام کو خوش ہونا چاہئے کہ حکیم صاحب پھر اپنے جذبۂ خدمت سے مجبور ہو کر بہت بڑے پیمانے پر ...

The Hamari Awaz, Weekly

MEERUT